اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر اول و دوم معہ جلد ششم

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت ماہ ربیع الاول و الثانی سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق ماہ جنوری و فروری سنہ ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجہ	مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ بابت رسالہ	قیمت سالانہ بابت ضمیمہ
۱	افضل قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس۔	[illegible]	[illegible]
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹیاں	[illegible]	[illegible]
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت۔	[illegible]	[illegible]
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو [illegible]	[illegible]	[illegible]
۵	مفت	بے وسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی رکھتے ہیں مگر علمیت رکھتے ہیں اور اشاعت کریں۔	ثواب آخرت	دعاء خیر

اشتہار

رسالہ منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری کے اب تھوڑے سے نسخے ہمارے پاس رہ گئے ہیں اور غالباً ہمارے سوا اور کہیں نہیں ملتے۔ ناظرین کو اسکی ضرورت کا وقت جلد آئیگا جبکہ ضمیمہ آیندہ میں بضمن بحث سوم مقدمہ جوابات مطاعن صحیح بخاری کا اسپر حوالہ دیا گیا ہے شاید اسوقت کوئی نسخہ کسی کے ہاتھ نہ آوے اور آخر وہ چھپایا نہیں جائیگا لہذا جلد مطالبہ مناسب ہے قیمت ۸ محصول ۱

مصباح الادلہ

جواب ادلہ کاملہ کے بھی اب تھوڑے سے نسخے ہمارے پاس رہ گئے ہیں۔ اور وہ بھی شاید اب دوسری جگہ نہیں ہیں انکو خریدار بھی توقف نکریں قیمت ۸ محصول ۱ ارسال کر کے رسالہ طلب فرماویں ایسا ہی رسالہ تحفۃ القارئین جسمیں ضالوں و دالوں کی بحث ہے قریب الاختتام ہونے والا ہے اسکے شائق بھی جلدی کریں قیمت ۸ محصول ۱

اشتہار

ہم اشاعۃ السنۃ نمبر (۶ و ۹) جلد ہم کی جسمیں انجیر و [illegible]

مطبع مفید عام لاہور میں چھپا۔

وما ادرٰک ما النیچر عنوان کا مضمون درج ہے
ہمکو ضرورت ہے جس قیمت سے وہ پرچہ ہمسے
کسی نے لیا ہے اُس قیمت سے زیادہ ہم اُسکو
دینگے یعنی ۴ والہ خریدکو ۸ والہ کو عہ جنکی
وہ پرچہ دینا منظور ہو وہ ہمکو بذریعہ ایک کارڈ اطلاع
دیوے ۔ پہر بعد مطالبہ روانہ کریں ۔

اشتہار

پرچہا اشاعۃ السنۃ سنین گذشتہ اب عنقا صفت ہین
اس سے زیادہ عنقا صفتی کیا ہوگی کہ اب ہم خود بعض
پرچوں کی دی ہوئی قیمت سے زیادہ قیمت دیکر خریدار ہین
جنکو پچہلے پرچون کا شوق ہو وہ چند جلدین مرتب
جو ہمارے پاس ہین جلد خرید کرین ورنہ تہوڑی [illegible]
ہین وہ بہی نہ پاوینگے اور سابقین کے ہاتہ نہ آئینگے

تفصیل اجلاد موجودہ مع قیمت

جلد اول اشاعۃ السنۃ جسمین ضمیمجات اخبار سفیر [illegible] و
بہی شامل ہین اور اسمین مسائل عشرہ اشتہار [illegible] بحث ہے
۱۷ ۱۸ ۱۹ کے پرچون کا صرف ایک فائل (مجموعہ) کامل ہے قیمت عہ
جلد سوم کی (جسکے شروع مین بعض مطالب اولہ کاملہ سے
بحث ہے اُسکے بعد نیچریون کے جوابات) تین فائل کامل ہین قیمت
فی جلد عہ ، جلد سوم جسمین نیچریون کے جوابات ہین کا فائل
کامل ایک ہی ہے ۔ قیمت عہ ان تینون جلدون کے خریدار
کو ربع قیمت معاف ہوگی جلد سوم و چہارم ناقص کے لیے نسخے ہاتہ

سوم مین نمبر (۱ و ۹) ندارد ہین ۔ چہارم مین (۱ و ۸ و
۹) ندارد ہین قیمت فی جلد عہ ، جو پوری قیمت عہ
دیگا اُسکو اور جگہہ سے پرچہ خرید کر پورے کردیجاوینگے ۔
جلد پنجم کے پورے نسخے دو ہین قیمت فی نسخہ عہ سبہی
جلد دیگر خریدار کو اسمین سے بہی ربع قیمت معاف ہے

ابو سعید محمد حسین ۔ لاہور ۔ محلہ سید مٹھہ

اشتہار

چونکہ **ولادت مسیح** نے لوگون کے خیالات کو پیچ و
تاب مین ڈالدیا ہے ۔ لہذا نیاز مند نے بنظر فائدہ
عوام صریح آیات قرآنی سے بے پدر ہونا حضرت مسیح ع
کا ثابت کیا ہے ۔ اور عقلی بحث بہی کی گئی ہے سید
احمد خان [illegible] کا کیا عقلی کیا نقلی جواب
تہذیب سے دیا گیا ہے ۔ غرض کہ رسالہ قابل مطالعہ
ہے قیمت فی جلد ۲ ۔ محصول ۱ ۔ دس جلد کے خریدار
کو محصول معاف ہے ۔ بیس جلد کے خریدار کو ایک
نسخہ علاوہ برآن ملیگا ۔ درخواست حسب ذیل پتہ
الراقم مؤلف رسالہ **غلام اللہ** کوموچی دروازہ
مدرسہ احمدیہ ۔

اڈیٹر کہتا ہے مینے اس رسالہ کو اول سے آخر تک
سنا ۔ یہہ اکثر اشاعۃ السنۃ کا خلاصہ ہے ۔ اور طرز کلام
لائق فہم عوام ہے ۔ عوام کو اسکے پڑہنے سے فائدہ ہوگا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلحمد للّٰہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

کیفیت سالانہ اشاعۃ السنۃ

(جسمین سال اول و دوم و سوم کی بعض کیفیات بھی درج ہین)

الحمد للّٰہ والمنۃ کہ اس رسالہ کا سال پنجم بعافیت گذرا اور سال ششم شروع ہوا سال گذشتہ مین بھی اس رسالہ نے (باوجود عروض فترت و ریاسی) کسیقدر آگے ہی قدم بڑھایا ہے۔ پیچھے کچھ نہین ہٹا۔ آمدنی کو دیکھا جاوے تو سال گذشتہ کی نسبت فی صدی بیس روپیہ زائد اسکی آمدنی ہے اور خریدارون کی طرف خیال کیا جاوے تو اسکی بعض اجناس مین بھی ترقی ہے۔ آمدنی اور اوسط درجہ کے خریدارون مین [illegible]۔

اور اگر اس رسالہ کے وسائل ترقی کیطرف نظر کرتے ہین۔ تو یہہ کہہ سکتے ہین کہ جیسی اس رسالہ نے پانچ سالون مین ترقی کی ہے شاید کسی اور اخبار یا رسالہ نے ترقی کی ہو۔ کیا معنے یہ کہ ترقی رسائل و اخبارات کے **وسائل** کم سے کم **پانچ امور** ہین۔ جو بہئیت مجموعی ترقی کے وسائل ہو سکتے ہین **اول** نفس الامر مین عمدگی مضامین **دوم** خریدارون کی نظر مین انکا مفید و عام پسند ہونا۔ **سوم** مہتممون کا خارجی کوششون اور سعی سفارشون سے خریدار بہم پہونچانا۔ **چہارم** مشہور اخبارات مین انکے اشتہارات کا شائع ہونا **پنجم** ہر ایک نمبر پرچہ کا عین وقت مقرر پر نکلنا۔ اور اس رسالہ کی ترقی کے لیے آجتک بجز **امر اول** کے کسی وسیلہ سے کام نہین لیا گیا۔ نفس الامری عمدگی مضامین کا تو (جہانتک اسکے اڈیٹر کے خیال مین آیا) اسمین لحاظ رہا ہے **امر دوم** یعنی خریدارون کی پسند و ناپسندی کا بالکل لحاظ نہین کیا گیا۔ جب لوگون کا باہمی جھگڑون (مباحث متعلق اجتہاد و تقلید و رفع یدین و آمین بالجہر) کا شوق عین شباب مین تھا۔ تو اوس مباحث

کو چہوڑ کر مباحث نیچریہ کو شروع کر دیا۔ اور جب لوگون کا شوق منتظر اسطرف متوجہ ہوا۔ تو نیچریون کے خطاب کو بہی اُسنے ترک کر دیا۔ اور بلا خصوصیت و خطاب عدی جس مسئلہ کو نفس الامر مین بحق اسلام و اہل اسلام مفید و ضروری سمجہا۔ اس سے تعرض کیا۔ لوگون کی شوق و توجہ و لپسند کا کچہہ لحاظ نکیا۔ امر سوم تو اسکے پاس بہی نہین پہٹکا لوگون کو خارجی کوششون سے شوق دلانا اور سعی و سفارشون سے خریدار بہم پہنچانا تو یکطرف رہا لوگون کی خواہش و شوق خریداری کے علم پر بہی انکو بلا درخواست کبہی پرچہ نہین بہیجا گیا۔ امر چہارم کا یہہ حال ہے کہ آجتک کسی اخبار یا رسالہ مین اسکا دو سطری اشتہار بہی درج نہین کرایا گیا۔ اور نہ بجز ایک اخبار نصرت الاخبار دہلی۔ اور شیر قیصر لکہنو کی (جنہون نے ایکدفعہ اسکی تعریف کی ہے) کسی اخبار نے خود بخود اسکی ترغیب و توصیف مین کچہہ لکہا ہے۔ امر پنجم کا حال ناظرین و خریداران کو خود معلوم ہے۔ کہ مدت سے شاید اسکا کوئی پرچہ وقت مقررہ پر نہ نکلا ہوگا۔ اس حالت مین اسکا یہہ فقدان وسائل پر بہی [illegible] امر کے یقین کرنیکے لیئے کافی دلیل ہے کہ یہہ رسالہ حجر ربوبیت الٰہی مین پرورش پاتا ہے۔ اور اس نونہال نخلستان دین اسلام کا آبیاری غیبی سے نشو و نما ہوتا ہے۔ اگر اسکو ظاہری اسباب و وسائل نشو و نما کی بہی مدد پہنچے تو اسکی ترقی ایک ضرب المثل ہو جاوے جسکو لوگ غبطہ کی نگاہ سے دیکہین۔ یہہ تربیت وہبی اور تائید غیبی کچہہ ہماری کرامت نہین ہے (چہ اگہ من آنم کہ خود دانم) بلکہ یہہ دین اسلام اور اسکے مسائل کرام و اصول عظام کی (جو اس رسالہ مین بیان ہوتے ہین) برکت ہے کوئی ملکی اخبار یا دنیاوی مسائل کا رسالہ ایسی حالت فقدان وسائل کو پہنچ جاتا ہے (یعنی عین وقت پر نہین نکلتا یا اسکی اشاعت کرنیوالا کوئی دوسرا نہین ہوتا) تو فوراً بند ہو جاتا ہے۔ اسکا اڈیٹر خواہ کیسا ہی لائق و فائق کیون نہو۔ باینہمہ اب ہمارا یہہ ارادہ ہے کہ آیندہ اسکی خارجی اسباب و وسائل ترقی کی طرف بہی توجہ کیجاویگی۔ اور ہمیں خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ اسکی ترقی دو بالا ہوگی۔ اسوقت تک ان وسائل کیطرف توجہ نکرنیکا سبب صرف یہہ ہوا ہے کہ مدت سے اسکا

مہتمم بجز ایڈیٹر کوئی نہین ہے - اور ایڈیٹر کو اسکے متعلق بجز مضمون نگاری اور کسی کام کی فرصت نہین ہے - آیندہ ارادہ ہے کہ اسکا اہتمام کسی دوسرے شخص کی سپرد کیا جاویگا - پھر انشاء اللہ تعالی اسکی ترقی کوز ور ہوگا - اس موجودہ ترقی بلا سبب خارجی سے ناظرین و خریداران کو یہہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ یہہ رسالہ بلحاظ مضامین نہایت بابرکت ہی - لہذا اسکی نہایت قدر کرنی لازم ہے - اور اُسکی معاونت و اشاعت مین دلی کوشش ضروری ہے - کسی ایک آدہ کم فہم و پست ہمت خریدار کو انکاری ہوا دیکھکر اپنی ہمت کو ہار دینا مناسب نہین ہے - ولیکن افسوس بعض لوگ اس ظاہری برکت مضامین اشاعۃ السنہ سے اب منکر ہین اور اُسکے بعض مضامین کو دنیاوی مضامین یا غیر مفید یا مضر دین سمجھنے لگے ہین - مگر وہ اس سمجھہ و انکار پر کوئی سند و دلیل پیش نہین کرتے - اور ان مضامین کے دلائل سے کسی آیت یا حدیث کی دلالت یا ثبوت پر کوئی علمی بحث نہین کرتے صرف راقم کی نیت دلی اور ارادہ قلبی سے غیب دانی کر کے ایسا حکم دیکر فرماتے ہین کہ ان مضامین سے راقم کی نیت اچھی نہین ہے

ایک صاحب مضمون "چھوٹے لڑکون کی شادی" کے اُن فقرات پر جنمین یہہ بیان ہے کہ فلان فلان سنت اسلام مسلمانون سے انگریزون نے چھین لی ہے - یہہ اعتراض کرتے ہین - کہ اسمین انگریزون کی خوشامد و تعریف مد نظر ہے

ایک صاحب مضمون کفار کی نوکری کی نسبت یہہ لکھتے ہین کہ اپنی اقوام غیر تالیف کے لیئے خوب چلتا ہوا نسخہ نکالا ہے یعنی انگریزون کے خوش کرنے کو یہہ مضمون لکھا ہے -

ایک صاحب جوابات سوال کمیشن تعلیم کی اشاعۃ السنہ مین درج ہونے پر یہہ اعتراض کرتے ہین - کہ یہہ دنیاوی علوم کی نسبت سوال و جواب ہین - انکو دین سے کیا علاقہ - ؟

ایک صاحب نمبر ۱۶ اخبار شیر قیصر مطبوعہ ۱۲ - اپریل ۱۸۸۳ء مین لکھتے ہین - کہ پہلی اُسکے رسالہ اشاعۃ السنہ مین مسائل شرعیہ و جوابات نیچریہ درج ہوتے تھے اب تھوڑے عرصہ سے دیسی کمیٹی کے حالات کہ فلان صاحب ممبر ہین - اور فلان تاریخ یہہ ہوا - درج

مہتمم بجز ایڈیٹر کوئی نہین ہے - اور ایڈیٹر کو اسکو متعلق بجز مضمون نگاری اور کسی کام کی فرصت نہین ہے - آیندہ ارادہ ہے کہ اسکا اہتمام کسی دوسرے شخص کی سپرد کیا جاویگا - پھر انشاء اللہ تعالی اسکی ترقی کوزور ہوگا - اس موجودہ ترقی بلا سبب خارجی سے ناظرین و خریداران کو یہہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ یہہ رسالہ بلحاظ مضامین نہایت بابرکت ہے - لہذا اسکی نہایت قدر کرنی لازم ہے - اور اُسکی معاونت و اشاعت مین دلی کوشش ضروری ہے - کسی ایک آدہ کم فہم و پست ہمت خریدار کو انکاری ہوا دیکھکر اپنی ہمت کو ہار دینا مناسب نہین ہے و لیکن افسوس بعض لوگ اس ظاہری برکت مضامین اشاعۃ السنہ سے اب منکر ہین اور اُسکے بعض مضامین کو دنیاوی مضامین یا غیر مفید یا مضر دین سمجھنے لگے ہین - مگر وہ اس سمجھہ و انکار پر کوئی سند و دلیل پیش نہین کرتے اور ان مضامین کے دلائل سے کسی آیت یا حدیث کی دلالت یا ثبوت پر کوئی علمی بحث نہین کرتے صرف راقم کی نیت دلی اور ارادہ قلبی سے غیبی خبر دیکر فرماتے ہین کہ ان مضامین کے لکھنے مین راقم کی نیت اچھی نہین ہے -

ایک صاحب مضمون چھوٹے لڑکون کی شادی کے ان فقرات پر جنمین یہہ بیان ہے کہ فلان فلان سنت اسلام مسلمانون سے انگریزون نے چھین لی ہے - یہہ اعتراض کرتے ہین - کہ اسمین انگریزون کی خوشامد و تعریف مد نظر ہے

ایک صاحب مضمون کفار کی نوکری کی نسبت مجھے لکھتے ہین کہ اپنی اقوام غیر تالیف کے لیئے خوب چلتا ہوا نسخہ نکالا ہے یعنی انگریزون کے خوش کرنے کو یہہ مضمون لکھا ہے -

ایک صاحب جوابات سوال کمیشن تعلیم کی اشاعۃ السنہ مین درج ہونے پر یہہ اعتراض کرتے ہین - کہ یہہ دنیاوی علوم کی نسبت سوال و جواب ہین - انکو دین سے کیا علاقہ - ؟

ایک صاحب نمبر ۱۶ اخبار مشیر قیصر مطبوعہ ۱۲ - اپریل ۸۳ء مین لکھتے ہین - کہ پہلی اُسکے رسالہ اشاعۃ السنہ مین مسائل شرعیہ و جوابات نیچریہ درج ہوتے تھے اب تہوڑے عرصہ سے میونسپل کمیٹی کے حالات کہ فلان صاحب ممبر ہین - اور فلان تاریخ یہہ ہوا - درج ہوتے ہین -

اس سال مین ایک مضمون یہہ نکلا ہے کہ حکام انگریزی کے خوش کرنیکے لیئے جو وضع رکھی جاوے درست ہے - اس قسم کے مضامین کے ملکی اخبارات ذمہ وار ہین - آپ کا پرچہ تو مذہبی ہے پھر اوسکو دنیاوی معاملات سے کیا تعلق ہے"-؟

پہلے صاحب کے جواب مین تو مین منجملہ بہت سے آیات و احادیث کے صرف ایک اُس آیت کو پیش کرتا ہون جسمین خداوند تعالی نے ابوسفیان کو جنگ عہد سے شکست کھا کر پہر مدنیہ کیطرف لوٹ آنے کے قصد پر مسلمانون کو مشرکین کی جرأت و تحمل یاد دلا کر

ولا تھنوا فی ابتغاء القوم ان تکونوا تألمون فانھم یألمون کما تألمون وترجون من اللہ ما لا یرجون (سورہ نساء ر ۱۵)

کما تألمون ای مثلکم ولا یجبنون عن قتالکم فما لا فینبغی [illegible] ان تکونوا ارغب منھم فیہ (جلالین وغیرہ)

فرمایا ہے کہ تم انکے دباوے مین کیون سست ہوتے ہو - تم زخمی ہو چکے ہو تو کیا وہ زخمی نہین ہوئے اور باوجود اسکے وہ سست نہین ہوئے اور تمکو اس لڑائی مین ثواب آخرت کی بہی امید ہے جو [illegible] انکو نہین ہے - پہر بہی مع لڑائی کو تیار رہین -

اور یہہ پوچھتا ہون کہ کیا خداوند تعالی کو بہی اس ذکر جرأت تحمل مشرکین سے انکی تعریف و توصیف مدنظر ہے - اگر وہ کہین کہ خداوند تعالی نے صرف مسلمانون کو جرأت دلانیکے لیئے مشرکین کے جرأت و تحمل کا ذکر کیا ہے - تو کہا جاویگا - کہ راقم کے اس بیان کو کہ فلان سنت مسلمانون نے عیسائیون سے سیکھی ہین لی ہی - مسلمانون کو عبرت و شرم دلانے پر حمل کرنے سے کون مانع - اور اس بدگمانی پر کہ اس سے بجز تعریف انگریزون کے اور کچھہ مقصود نہین ہے - کون سی دلیل ہی جو قیامت کے دن چل سکی - اور خدا کے سامنے صحیح نکلے -

جو شخص اشاعۃ السنۃ پر عیسائیون کی خاطر داری و لحاظ کا بدگمان کری - وہ اشاعۃ السنۃ مین عیسائیون کی مخالف مضامین (جیسے نمبر ۲ و ۳ جلد ۴ مین مضمون ولادت مسیح - اور نمبر ہذا مین مضمون "قرآن کی اخلاقی تعلیم بمقابلہ انجیل") دیکھکر شرماوے - اور اپنی بدگمانی سے باز آوی

[illegible] اشاعۃ السنۃ پر قومی ترقی کی ترغیب کے مضامین [illegible] کی موافقت کا الز[illegible]

اس سال مین ایک مضمون یہہ نکلا ہے کہ حکام انگریزی کے خوش کرنیکے لیئے جو وضع رکھی جاوے درست ہے — اس قسم کے مضامین کے ملکی اخبارات ذمہ وار ہین — آپ کا پرچہ تو مذہبی ہے پھر اوسکو دنیاوی معاملات سے کیا تعلق ہے"۔؟

پہلے صاحب کے جواب مین تو مین منجملہ بہت سے آیات و احادیث کے صرف ایک اُس آیت کو **پیش کرتا ہون** جسمین خداوند تعالی نے ابوسفیان کو جنگ عہد سے شکست کھاکر پھر مدینہ کیطرف لوٹ آنے کے قصد پر مسلمانون کو مشرکین کی جرأت و تحمل یاد دلا کر

> ولا تهنوا في ابتغاء القوم ان تكونوا تألمون فانهم يألمون كما تألمون وترجون من الله ما لا يرجون (سورہ نساء ع ۱۵)
> كما تألمون اي مثلكم ولا يجبنون عن قتالكم ما لا يرجون هم - فانتم تزيدون عليهم بذلك فينبغي ان [illegible]

فرمایا ہے کہ تم انکے دباوے مین کیون سست ہوتے ہو — تم زخمی ہو چکے ہو تو کیا وہ زخمی نہین ہوئے اور باوجود اسکے وہ سست نہین ہوئے اور تمکو اس لڑائی مین ثواب آخرت کی بھی امید ہے جو انکو [illegible] لڑائی کو تیار رہین —

اور یہہ پوچھتا ہون کہ کیا خداوند تعالی کو بھی اس ذکر جرأت تحمل مشرکین سے انکی تعریف و توصیف مدنظر ہے — اگر وہ کہین کہ خداوند تعالی نے صرف مسلمانون کو جرأت دلانیکے لیئے مشرکین کے جرأت و تحمل کا ذکر کیا ہے — تو کہا جاویگا — کہ راقم کے اس بیان کو کہ فلان سنت مسلمانون نے عیسائیون سے سیکھی ہے مسلمانون کو عبرت و شرم دلانے پر حمل کرنے سے کون مانع — اور اس بدگمانی پر کہ اس سے بجز تعریف انگریزون کی اور کچھہ مقصود نہین ہے — کون سی دلیل ہے جو قیامت کے دن چل سکے — اور خدا کے سامنے صحیح نکلے —

جو شخص اشاعۃ السنۃ پر عیسائیون کی خاطر داری و لحاظ کا بدگمان کرے — وہ اشاعۃ السنۃ مین عیسائیون کے مخالف مضامین (جیسے نمبر ۲ و ۳ جلد ۴ مین مضمون ولادت مسیح — اور نمبر ۱۱ مین مضمون قرآن کی اخلاقی تعلیم بمقابلہ انجیل") دیکھکر شرماوے — اور اپنی بدگمانی سے باز آوے اور جو **شخص** اشاعۃ السنۃ پر قومی ترقی کی ترغیب کے مضامین پڑھکر نیچریون کی موافقت کا الزام

لگادی وہ اشاعۃ السنہ مین نیچیریون کی مخالف مضامین (خصوصًا جو سال گذشتہ کے نمبر ۱۱ مین نکلا ہے) ملاحظہ مین لا کر اپنی بدگمانی پر پچھتاوی - اور جو شخص اشاعۃ السنہ پر مقلد ہو جانے یا معتقدین کی خوشامد کرنے کا گمان کرے وہ ضمیمجات اشاعۃ السنہ (خصوصا جلد ۲) کو پڑھے اور اپنے اس گمان پر شرم و افسوس کرے - او خدا تعالی سے ڈرے - باقی صاحبون کے جواب مین یہہ آیت بہی کافی ہے - اور جو کیفیت سالانہ سال گذشتہ مین لکھہ چکا ہون وہ بہی وافی -

علاوہ بران انکے جواب مین کچھہ اور بہی کہنا مناسب سمجھتا ہون جو تینون صاحبون کی اعتراضات کا جواب ہے وہ یہہ ہے - اشاعۃ السنہ مین اسوقت تک کسی ہیومنی سپل کمیٹی کے حالات مذکورہ بالا بیان نہین ہوئے - اور کسی پرچہ مین یہہ مضمون نہین نکلا کہ حکام کے خوش کرنیکے لیئے جو وضع رکھی جاوے جائز ہے - بلکہ اسکا خلاف نمبر ۱ جلد ۵ صفحہ ۳۸۸ مین موجود ہے - اور مسائل شرعیہ اور جوابات نیچریہ تو اسکے اخیری پرچون مین ہی موجود ہین - دیکھو نمبر ۱۱ و نمبر ۱۲ جلد ۵ جو اخیری پرچہ مین انہین [illegible] لوگون کو کی دعوت کے مسائل موجود ہین -

پہر مین نہین سمجھتا کہ میری دوست و ناصح نے کس بنا پر یہہ مضمون شکایت لکھہ مارا - ہان انجمن ہمدردی اسلامی کے حالات اور اُسکے ممبرون کی فہرستات اسمین درج ہوتی ہین - اگر میرے دوست و ناصح انکو میونسپل کمیٹی کے حالات سمجھتے ہین - تو پہر مجھے اونکی فہم پر شکایت نہین ہے - وہ معذور ہین -

انجمن ہمدردی کے حالات و کیفیات کو کوئی دنیاوی معاملات سمجھے تو وہ بہی معذور ہے انجمن ہمدردی اسلامی ترقی دین کا وہ آلہ ہے کہ اگر وہ اپنے کمال کو پہنچا تو کس و ناکس خود دیکھہ لیگا کہ اس سے دین اسلام کو کیا فائدہ پہنچا ہے -

انجمن ہمدردی ہی ایک وہ آلہ ہے جسکے ذریعہ سے مختلف مذاہب اسلام کا باہم اتحاد و التیام

پیدا ہونا متوقع ہے۔

(۲) انجمن ہمدردی ہی وہ آلہ ہے جسکے ذریعہ سے متفق علیہ علوم و مسائل مختلف مذاہب اسلامیہ کا مدرسہ عنقریب قائم ہونے کی امید ہے۔

(۳) انجمن ہمدردی ہی ایک وہ آلہ ہے جو مسلمانون کو اعلیٰ علوم حاصل کرنیکا ذریعہ بنا دیگا۔ اسکے مدرسہ مین دنیاوی علوم کا پڑہنا دینی علم کے پڑہنے سے مشروط ہوگا۔

(۴) انجمن ہمدردی ہی ایک آلہ ہے جس سے عام غریب مسلمانون کو کوچہ ذلت و افلاس سے قدم نکالنے کا موقعہ ملے گا۔

ایسی انجمن کے حالات اگر اس غرض سے کہ لوگ اسکی عمدہ کارروائیان پڑہکر یا سنکر اسمین شریک ہون اور اسکی عزت و قدر کرین۔ اشاعۃ السنہ مین چہاپے جاوین تو اُسکو دنیاوی معاملات کون کہہ سکتا ہے؟

جوابات سوالات کمیشن تعلیم جو اسمین درج ہوئے ہین انکا دین اسلام اور اشاعۃ السنہ سے تعلق [illegible] اس نمبر کے مطالعہ کے بعد امید ہے کسی کو یہ شک نہوگا کہ ان جوابات کو دین اسلام سے تعلق نہین ہے۔

کفار کی نوکری کا مضمون صرف اہل اسلام کی ذلت و تباہی حالت دیکھکر کمال ہمدردی و دلسوزی سے لکہا گیا ہے۔ اور اسکا ثبوت آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے یا مستشہاد اقوال علما و محدثین و مفسرین دیا گیا ہے۔ ان استدلالات مین کم سے کم ایک بہی ایسی بات نہین ہے جسمین ایڈیٹر کے ذاتی اجتہاد کو دخل ہو۔ اور علما سلف و خلف نے وہ بات نہ کہی ہو۔ پہر اس مضمون کی نسبت کوئی محدثانہ اور فقیہانہ اعتراض نکرنا صرف راقم کی نیت کا قصور و فتور تجویز کرنا ہے (معترض خود ہی خیال کرین) کیا معنے رکہتا ہے۔

الغرض اشاعۃ السنہ بزعم خود جو کچہہ لکہتا اور بیان کرتا ہے اسمین بجز اظہار مسائل شرعیہ کچہہ پیش خشم نہین رکہتا۔ آگے اسکے دعوی کا فیصلہ کرنا اور اسکی دلی نیت و خیال پر قطعی حکم لگانا خداوند تعالی کا

کام ہے جو دلون کا خالق اور خیالون اور نیتون کا واقف ہے - ناظرین و سامعین ان مسائل و
مباحث کو للٰہیت و نیک نیتی پر مبنی سمجھین خواہ مداہنت و بدنیتی و حکام وقت کی خوشامد طلبی پر مبنی
قرار دین - ہر ایک کام اچھا ہو خواہ برا دونون قسمون کی نیت نیک و بد سے ہو سکتا ہے - پھر کسی
شخص پر یہہ گمان کر لینا کہ اُسنے وہ کام بدنیتی سے کیا ہے پر کسکا مجاز ہے - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جسکا تمکو یقین نہو

ولا تقف ما ليس لك به علم ان السمع والبصر
والفواد كل اولئك كان عنه مسؤلا
(بنی اسرائیل ع ۴)
يا ايها الذين آمنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ان
بعض الظن اثم - (حجرات ع ۲)
لولا اذ سمعتموه ظن المؤمنون والمؤمنات
بانفسهم خيرا - (نور ع ۲)
اياكم والظن - فان الظن اكذب الحديث
(صحیح بخاری ...)

اُسکے پیچھے مت لگو کان اور دل سبھی سے سوال
ہوگا - اور فرمایا کہ ایمان والو بہتیری بُری گمانون
سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ بھی ہوتے ہین -
(یعنی جو خلاف واقع نکلے) اور فرمایا مومنون
نے جب وہ بات سنی جی مین نیک گمان کیون نہ کیا؟
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا -
(بُرے) ظن سے بچو ظن (بد) بڑی جھوٹی
بات ہے

اس بدگمان کو اگر خداوند تعالیٰ قیامت کے دن پوچھیگا تونے اس کام مین بدظنی کا گمان
کیون کیا تھا - تو اُسکو بادلیل جواب و ثبوت دینا مشکل ہو جاویگا - اور حسن ظنی (بے دلیل بھی)
کریگا تو اُسپر سوال و مواخذہ نہوگا - مین اس ناصح دوست اور جملہ ناظرین و سامعین کی
خدمت مین یہہ بھی التماس کرتا ہون کہ میرے ان پرچون کو بچشم خود دیکھکر جو فتوی میری نیت
و دل پر چاہین لگائین - بن دیکھے بن پڑھے سنی سنائی باتون پر سوء ظنی کے ساتھ فتوی
نہ لگاوین - شاید مؤلف اشاعۃ السنۃ ان (بزعم معترض) غیر مفید یا مضر مضامین کے
کے مواخذہ سے اپنی نیک نیتی کے سبب چھوٹ جاوے - اور وہ لوگ سوء ظنی کے
مواخذہ مین پھنس جاوین - پھر اُلٹے لینے کے دینے آوین - زیادہ تر یہہ التماس اُن لوگون
کی خدمت مین ہے - جو مقدس اور پاک لوگ ہین - اور اپنے آپ کو دیندار و متقی و پرہیزگار

جانتے ہین صوفی - و عالم یا فقیہ و زاہد - ایسے لوگون کو مواخذہ قیامت سے ڈرنا اور بدظنی سے بچنا زیادہ تر مناسب ہے - آیندہ اختیار ہے ؏ ہر کس مصلحت خویش نکو میداند

کیفیات سال اول و دوم و سوم سے - مین صرف انکا حساب جمع و خرچ دکھانا چاہتا ہون جو ممبران کمیٹی (انجمن اشاعۃ السنہ) کا مجھپر حق ہے [illegible] مین جب یہہ رسالہ کمیٹی سے منتقل ہوکر میرے ملک تصرف مین آیا تو مجھپر پچھلے حساب کا دکھانا واجب ہوا - مگر اس عرصہ تین سال تک عدم فرصتی نے کچھ کرنے ندیا - اب بھی مجھسے تو کچھ نہ ہو سکتا - میرے معزز دوست منشی محمد عبداللہ صاحب نقشہ نویس سپرنٹنڈنگ ملٹری ورکس　　اور شیخ عبدالرحمن صاحب محرر اشاعۃ السنہ نے کئی ہفتہ لگکر حساب بنایا - تو اس فرض ادا ہونے کا دن آیا - مگر اس حساب کے پیش کرنیسے پہلے ایک **تمہید** کا عرض کرنا ضروری ہے جو اس سال کی وصول آمدنی و خرچ سے لوگون کو آگاہ کرے اور **وہ یہہ ہے** کہ یہہ رسالہ جون [illegible] سے اخبار سفیر ہند کے ضمیمہ مین شائع ہونا شروع ہوا تھا - اپریل [illegible] مین یہہ بنام رسالہ اشاعۃ السنہ موسوم ہوکر مستقل طور پر شائع ہونے لگا - اسکا خرچ طبع و اشاعت چند احباب کے ذمہ پر تھا جو انجمن اشاعۃ السنہ کے ممبر کہلاتے اور مختلف شرح سے چندہ دیتے - یہہ رسالہ گو بحسب قاعدہ ان ممبرون کا ملک تھا مگر اس سے کسی کا ذاتی فائدہ یا تجارتی قاعدہ پر نفع اوٹھانا مدنظر نہ تھا - اسکی چندہ آمدنی قیمت سے صرف اسکا جاری رکھنا مدنظر تھا - ابتدا سے مارچ [illegible] تک اسکا اہتمام طبع و اشاعت و حساب و کتاب منشی **محی الدین** کلرک محکمہ ریلوی نہر سرہند کے ذمہ تھا - اور مضمون لکھنا میرے ذمہ - مارچ [illegible] سے اونہون نے نوکری و بیماری کے عذر سے اسکا اہتمام چھوڑ دیا تو دونون کامون (مہتمی و مضمون نگاری) کا بوجھ مجھپر پڑا - جسکے سبب میری شبانروزی اوقات اسی رسالہ کی خدمت مین صرف ہونے لگے - اور میرے ذاتی تعلقات و اشغال معرض نقصان ہوئے - **لہٰذا** منشی محی الدین صاحب نے میرے ذاتی مصارف کو منجملہ مصارف رسالہ سمجھکے مجھسے خفیہ طور پر ممبران انجمن ساکن روپڑ و لودہانہ رہون منڈی مظفرگڈھ جلپور - بھوپال وغیرہ سے (جو اسوقت ممبر تھے - اسباب مین

مشورہ لیا۔ اور ان مصارف کے تقرر کے لیئے تین صورتون کو پیش کیا۔ (۱) بعض ممبرون کا چندہ ان مصارف کے لیئے خاص کیا جاوے اور اسکا حساب کمیٹی مین شامل رہے۔ (۲) اس مخصوص چندہ کا حساب بہی علحدہ کیا جاوے۔ (۳) مہتمم کو کل چندہ سے ذاتی خرچ نکال لینے کا اختیار دیا جاوے۔ جسکی تعداد بیس روپیہ ماہوار سے کم نہو۔ پس اکثر ممبرون کے آراء کا اتفاق اسی تیسری صورت پر ہوا جسکے مطابق ایک حصہ ذاتی مصارف مہتمم کا بہی مصارف اشاعت رسالہ مین داخل ہوا۔

آخر ۹۹ء تک اسی اصول پر سلسلہ جاری رہا مگر اس عرصہ اڈہائی سال مین انجمن سے رسالہ کو کچھ اثر نہ پہنچا نہ رسالہ سے انجمن کو جسکا بیان مفصل **کیفیت سالانہ جلد سوم** مین ہو چکا ہے۔ اور آثار طرفین کا مدار صرف مہتمم خاکسار رہا۔ اور آمدنی خرچ مین بہی چندان فرق نہ آیا۔ اسلیئے مہتمم نے بلا ضرورت کمیٹی کے ماتحت حکومت رہنے اور بلا فائدہ بازپرس کا محل ہونے سے سبکدوش ہونیکے لیئے [illegible] مین اس تجویز کو پیش کیا کہ اس رسالہ کو آیندہ کمیٹی سے کچھہ تعلق نہوگا۔ اور اس باب مین خاص طور پر بذریعہ خطوط بہی ممبران موجو انبالہ۔ شملہ۔ پنڈی۔ جبلپور۔ جناب۔ چھانگا مانگا۔ راہون۔ راونڈ۔ لودہانہ۔ کھوری مظفر گڈہ۔ میانمیر۔ وزیرآباد۔ وغیرہ سے (جو اسوقت سے پہلے انکاری نہو چکے تھے) مشورہ لیا گیا پس کل ممبرون نے (بجز دو ممبرون کے) اس تجویز پر اتفاق کیا جسکی مفصل کیفیت اشاعۃ السنہ نمبر ۲ و ۳ جلد ۳ مین اسیوقت شائع ہو چکی تھی۔ اور دونون دفعہ کے خطوط ممبران بہی ہمارے پاس موجود ہین جنکو کچھہ شک ہو وہ اصل خطوط ملاحظہ کر سکتے ہین۔ یہہ **تمہید** حساب ہے جو اس رسالہ کی مختصر تاریخ ہے۔ اب حساب عرض کیا جاتا ہے۔ مگر اس پرچہ مین ہم کل ممبرون اور خریدارون کا اسم وار آمدنی بتا نہین سکتے کیونکہ انکی تعداد دو سو نام کے قریب ہے۔ جسکے لیئے کئی اوراق درکار ہین جو اس پرچہ مین خالی نہین ہے۔ اس پرچہ مین تینون سالون کی مجمل رقوم آمدنی بتائینگے۔ پرچہ آیندہ مین انکی تفصیل کر دینگے۔ انشاء اللہ تعالی۔

نقشہ حساب جمع وخرچ اشاعۃ السنہ از اگست ۷۷ لغایت دسمبر ۷۹ء

سنہ جمع وخرچ	۵ ماہ سنہ ۷۷ء	سال تمام سنہ ۷۸ء	سال تمام سنہ ۷۹ء
رقوم اجمالی جمع	۲۳۶-۲-۰	۷۶۱-۱۲-۰	۱۰۳-۹-۰
تفصیل خرچ۔			
چھپوائی جسمین اجرت کاپی وقیمت کاغذ جو مطبع نے دی شامل ہے	۲۱۹-۱-۹	۱۵۸-۰-۰	۱۰۴-۱۲-۰
کاغذ جو مطبع کو دلا گیا۔	:	۵۵-۱-۳	۸۱-۱-۹
اجرت کاپی جو مطبع مین لکھا کر دیگئی	:	۳۹-۲-۰	۶۰-۰-۰
اجرت کاپی مسودہ قلمی وتنخواہ محرر رسالہ	۳-۰-۰	۱۰-۱۴-۰	۷-۶-۹
تنخواہ مہتمم وایڈیٹر بحساب للعہ ماہواری	:	۴۸۰-۰-۰	۴۸۰-۰-۰
محصول ڈاک۔	۴۳-۱-۹	۱۵۵-۹-۹	۷۶-۳-۹
سائر خرچ جسمین خسارہ فیس کورٹ وہنڈوی وٹکٹ وسفر خرچ متعلق اشاعۃ السنہ داخل ہے۔	۸	۳۵-۱۴-۳	۱۰-۲-۶
میزان	[illegible]	۹۳۴-۱۳-۹	۸۲۰-۳-۳
باقی یا فاضلہ۔	باقی بنام کمیٹی ۸۶-۹	باقی بنام کمیٹی ۴۳-۹-۹	فاضلہ کمیٹی ۱۸۳-۵-۹

[illegible]

یہ سولہ روپیہ کمیٹی کے نام باقی نکلے مہتمم نے کمیٹی کو معاف کیا۔

قرآن کی اخلاقی تعلیم بمقابلہ انجیل۔

پادری صاحبان اپنی ذریات اور عام ناواقفوں کو یہہ کہکر کہ "قرآن میں اخلاقی تعلیم نہیں ہے۔ جو ہے سو یہی ہے کہ کافروں کو لوٹو اور مارو یا یہہ کہ عورتوں سے مباشرت کرو"۔ اسلام سے بدظن کرتے ہیں۔ اور اسکے مقابلہ میں انجیل کی اس تعلیم پر کہ دشمنوں کو پیار کرو۔ اور جو تمہاری داہنی گال پر طمانچہ مارے اسکی طرف بائیں گال بھی پھیر دو۔ پیش کرکے فخر کرتے ہیں۔

انکے اس فخر و اعتراض کے **دو جواب** ہیں۔ اول یہہ کہ اخلاقی تعلیم کس کام آتی ہے جبکہ اعتقادی تعلیم نہو۔ ایک خوش خلق رحمدل لوگوں کی گالیاں بلکہ جوتیاں کھاتا ہے اور رات دن لوگوں کے ساتھ سلوک و احسان سے پیش آتا ہے۔ پر وہ (دہریہ یا لامذہب ہے) خدا یا اسکے رسولوں کو نہیں مانتا یا وہ خدا اور رسول کو اسطرح نہیں مانتا جسطرح خدا اور رسول نے کسی مذہب (مثلاً محمدی یا عیسائی) کے ذریعہ سے فرمایا ہے کیا وہ اس خوش خلقی کے سبب نجات کا مستحق ہے۔؟

اگر پادری صاحبان کے نزدیک وہ نجات کا مستحق ہے تو پھر پادری صاحبان کا دین عیسوی اور اعتقاد تثلیث و کفارہ کی تعلیم و ترویج میں جد و جہد کرنی لاحاصل ہے۔ صرف [illegible] اخلاقی کی [illegible] اور اگر وہ صرف اخلاق کے سبب نجات کا مستحق نہیں ہے اور اس نجات کیلئے درستی اعتقاد شرط ہے تو پادری صاحبان ہمکو یہہ بتادیں کہ انجیل میں وہ اعتقادی تعلیم کیا ہے جو نجات کا سبب ہونے کی لائق ہے۔

اکثر+ **عیسائی** اعتقاد **تثلیث** یا ابنیت یا الوہیت مسیح اور **اعتقاد کفارہ** کو موجب نجات سمجھ رہے ہیں۔ پس اگر انجیل کی اعتقادی تعلیم یہی ہے تو اسکا موجب نجات ہونا خیال و محال نظر آتا ہے۔ مسئلہ تثلیث یا الوہیت یا ابنیت مسیح پر تو ہم پھر کسی موقع پر بحث کرینگے۔ اس مقام میں ہم مسئلہ **کفارہ پر بحث** کرتے ہیں اور اپنے معاصر پادری صاحبان اور عامہ ناظرین کو بتاتے ہیں کہ مسئلہ کفارہ میں کسقدر صحت کا شائبہ ہے اور اسکا موجب نجات ہونا کیونکر متصور ہے۔

پادری فنڈر صاحب نے کتاب مفتاح الاسرار کے دوسرے باب کے تیسری فصل میں مسئلہ کفارہ کی یہہ تقریر کی ہے

+ اکثر کی قید اسلئے لگائی گئی ہے کہ فرقہ یونی ٹیرین تثلیث و الوہیت مسیح کے قائل نہیں ہیں۔

"چونکہ سب آدمی گنہگار ہین اور انسان اپنے تئین کسی طرح پاک نہین کرسکتا اور وہ طاقت نہین رکھتا کہ اپنے تئین کسی راہ سے گناہ و جہنم کے عذاب سے چھوڑا وے - اور خدا بھی اپنی تقدس اور پاکی کے سبب ناپاک آدمی کو قبول نہین کرسکتا - اور اسکو اپنی عدالت کے تقاضا کے موافق گنہگارون کو سزا دینا ضرور پڑتا ہے پر اپنی رحمت و محبت کے سبب یہہ بھی نہین چاہتا کہ آدمی لاچار رہکر ابدی ہلاکت مین داخل ہو - اسلیئے اسکی رحمت و محبت کی کثرت سے ازلی کلمہ نے اوتار لیا - اور یسوع مسیح مین انسانیت کی صورت پر ظاہر ہوکے مسیح نے گنہگارون کی واجب سزاؤن کو اپنے اوپر قبول کیا - اور اپنے دکھہ اور موت اور قیام اور صعود کے سبب ایمان دارون کو گناہ اور دوزخ کے عذاب سے چھوڑا کر ابدی نجات اور ہمیشہ کی نیکبختی انکے لیئے حاصل کی" اور اسی کتاب مین بصفحہ ۷٦ و ۷۷ کہا ہے "ازبس کہ انسان سب گنہگار ہین اور نہ کوئی آدمی نہ کوئی نبی اپنے تئین نہ اورون کو گناہ اور اسکی سزا سے چھوڑا سکتا ہے اور خدا بھی اپنی تقدس اور عدالت کے سبب بے بدلہ اور بے کفارہ معاف نہین کرتا - اور گناہ کا بدلہ اور کفارہ صرف اوسی شخص سے ادا نہین ہوسکتا ہے جو [illegible] ہو کیونکہ [illegible] تو بندگی اسپر لازم ہوئی - پس وہ اورون کی جلہہ بندگی کے ثواب حاصل نہین کرسکتا - لہذا ضرور ہی کہ شفیع و نجات دینے والا کمال کے یعنے الوہیت کے مرتبہ مین ہو - پس اگر مسیح الوہیت کے مرتبہ مین نہوتا یعنی خدا کا بیٹا اور خدا نہوتا تو شفیع اور نجات والا بھی نہوتا"

یہہ تقریر و اعتقاد اول سے آخر تک خلاف عقل و مخالف حق و صواب ہے اسکا موجب نجات ہونا کسی وجہ سے لائق تسلیم نہین ہی - **جو اسمین اولاً کہا گیا ہے** کہ گنہگارون کی عذاب و نجات کی نسبت خدا کی رحمت و عدل کا باہم تنازع ہی - رحمت یہہ چاہتی ہی کہ خدا تعالی انکو ابدی عذاب مین نہ رکھے - عدل چاہتا ہے - کہ وہ ضرور عذاب مین رکھے - یہہ محض غلط و مغالطہ ہی خدا کی رحمت و عدل مین ہرگز **تنازع** نہین ہے - اسکی رحمت ہرگز اس گنہگار (کافر یا مشرک) کی نجات کے متقاضی نہین جسکو دائمی عذاب کا عدل متقاضی ہے - اور اسکا عدل ہرگز اس گنہگار (مومن فاسق) کے دائمی عذاب کا متقاضی نہین جسکی ہمیشہ کے لیئے معذب نہونے کی رحمت مقتضی ہی - اسکی رحمت اسی گنہگار (مومن فاسق) کی مخلصی کی

مقتضی ہے - جسکی مخلصی کے عدل اجازت دیتا ہے - اور اسکا عدل اسی گنہگار (کافر یا مشرک) کی دائمی
عذاب کی متقاضی ہے - جس کیے دائمی عذاب سے رحمت مانع نہین ہے -

اسکا سِرّ یا (عام محاورہ کے موافق) اصول یہہ ہے - کہ خداوند تعالی رحیم محض + (یا مطلق) نہین ہے
اور اُسکی رحمت ایسی عام و بلا قید نہین ہے کہ وہ ہر محل مین ظہور کی متقاضی ہو - بلکہ وہ رحیم بالقید ہے
اور اُسکی رحمت اسی محل مین ظاہر ہونے کی مقتضی ہے جہان عدل کی اجازت ہو - **وہ محل** گنہگاران
اہل ایمان ہین - رحمت الٰہی ان ہی کی نجات کی مقتضی ہے - اور عدل انکی نجات کا مانع نہین ہے
کیونکہ ان گنہگارون مین جیسی وصف مقتضی عذاب (گناہ کمتر از کفر) موجود ہے - اور اس وصف
کے لحاظ سے عدل انکی سزا و عذاب کا تقاضا کرتا ہے - ویسی ہی وصف مقتضی نجات (ایمان بخدا
و رسول) بھی موجود ہے - اس وصف کے لحاظ سے عدل انکی نجات و مخلصی سے مانع نہین ہے -

پھر یہہ **نجات دو صورت** سے ممکن و متصور ہے - عدل ان دونون سے مانع نہین ہے
اوّل یہہ کہ گنہگار [illegible]
اس صورت نجات سے عدل کا مانع نہونا تو ظاہر ہی ہے - اس صورت مین وصف مقتضی نجات و وصف
مقتضی عذاب دونون کے مقتضا کا لحاظ پایا جاتا ہے اور عدل و رحمت دونون صاف طور

+ اسپر ہر ایک مذہب آسمانی مین رجوع کا فرمن کو دائمی عذاب تجویز کر لیتے ہین حتی کہ مذہب عیسائی بھی جو منکرین تثلیث و کفارہ و بعث یا الوہیت مسیح کو جہنمی بتاتا ہے) شہادت پائی جاتی ہے - اور فطرت یعنی حالات محسوسہ موجودہ عالم دنیوی بھی اسپر شاہد ہے ہم صاف دیکھتے ہین کہ دنیا مین جب کوئی ایسا کام کرتا ہے جو اُسکے مقتضاء طبع کے مخالف ہوتا ہے (جیسے انسان کا زہر کھا لینا اور پرند جانور کا گھاس کھانا) یا مقتضائی وضع و اصول تمدن کی مخالف ہوتا ہے (جیسے کسی کو ناحق مار ڈالنا یا اُسکا مال لوٹ لینا) تو وہ دنیا مین ہلاکت یا عذاب مین مبتلا ہوتا ہے - یہان شان رحیمی خداوندی کہان متحقق ہوتی ہے؟ اگر خداوند تعالی رحیم محض ہوتا تو کسی انسان کو جو زہر کھا لے یا آگ مین کود پڑے ہلاک ہونے نہ دیتا - اور **اگر کہو** یہہ ہلاکت یا عذاب خدا کیطرف سے نہین ہے انسان نے اُسکو خود پیدا کیا ہے جبکہ اپنے اختیار و ارادہ سے اسباب افعال ہلاکت کا ارتکاب کیا - - **تو اوّلاً** یہہ کہنا تعدد خالق کا قائل ہونا ہے یا ممکن الوجود کو واجب الوجود سمجھنا - انسان کیسا ہی فعل مختار و کاسب مباشر اسباب کیون نہو وہ اپنے کسی فعل و کسب مین فیضان خداوندی سے مستغنی نہین ہے - اسکا فعل مختار و کاسب ہونا اسی معنی کر

پر مستحق ہین۔

دوسری صورت یہہ کہ گنہگار مومنون کو عام معافی دیجاوے اور بلا سزا انکی بخشش و نجات ہو اسمین انکی وصف مقتضی نجات (ایمان) کا لحاظ کیا جاوے۔ وصف مقتضی عذاب (گناہ کمتر از کفر) کا لحاظ فروگذاشت ہو۔ اسصورت مین گو ابظاہر مجرم کو بلا سزا چھوڑنا اور اُسکی وصف مقتضی عذاب کا لحاظ نکرنا خلاف عدل معلوم ہوتا ہے مگر بنظر غور سے دیکھا جائے تو یہہ امر خلاف عدل نہین ہے۔ خلاف عدل تب ہوتا جبکہ بلا وجہ مجرم کو چھوڑا جاتا۔ اور بلا سبب) اُسکی وصف مقتضی عذاب کا لحاظ ترک کیا جاتا۔ مگر یہان یہہ امر بلا وجہ نہین ہوا اس مجرم مین اس وصف مقتضی عذاب کے مقابلہ مین ایک مزاحم قوی دوسری وصف مقتضی نجات ایسی پائی جاتی ہے۔ کہ وہ بحکم عدل وصف مقتضی عذاب پر ترجیح و غلبہ رکھتی ہے۔ اور اُسکے مقابلہ مین اسکا لحاظ نکرنا اور اُسکو اسپر ترجیح دینا بلا وجہ و خلاف عدل نہین ہے۔

[illegible] اسکی [illegible] عت اسکے گناہ سے بڑھکر رحمت نہین

ہے کہ ہمین اختیار وکسب خداوند عالم کیطرف سے رکھا گیا ہے جو جبر و تسخیر مین۔ کہا نہین گیا۔
[illegible] اس معنی کر کہ وہ اختیار وکسب کا خود پیدا کرنیوالا ہے اور وہ بہی کچھ حصہ خالقیت رکھتا ہے ثانیاً
[illegible] کو کوئی نہ سمجھے تو ہم اسکے سمجھانے کو اور مثالین پیش کرتے ہین جنمین ظاہری اختیار و اسباب کی
مباشرت پائی نہین جاتی۔ دیکھو بہت سے بچے مادر زاد اندھے و اپاہج پیدا ہوتے ہین
بہتیرے بچے سخت امراض سے معذب ہو کر ہلاک ہوتے ہین لاکھون چیونٹیان وغیرہ حیوانات
لوگون کے پاؤن کے نیچے دب کر مر جاتے ہین۔ یہان ظاہری اختیار و مباشرت اسباب کہان پائی جاتی ہے
تاکہ ان مخلوقات کو اپنی ہلاکت کا خالق قرار دیا جاوے۔ اسمین کوئی ہندو یا اور کوئی قائل تناسخ
یہہ کہے کہ یہہ پچہلے جنم کی ارتکاب کی سزا ہے تو اسمین اولاً خدا کیطرف سے سزا دینے کا اقرار ہے۔ جو ہمارے
اصل اس مدعا کا کہ خدا رحیم محض نہین ہے وہ گنہگارون کو سزا بہی دے سکتا ہے مؤید ہے۔ ثانیاً
اسپر یہہ سوال وارد ہوتا ہے کہ اگر خدا تعالی رحیم مطلق ہے تو اُسنے ایسے اسباب کو کیون پیدا کیا۔
جنکی مباشرت سے انسان اس جنم مین بزعم ہنود و تناسخیہ پچہلے جنم مین سزا پانے کی لائق ہوا
بالجملہ لوگون کا دنیا مین باختیار و بلا اختیار انواع تکلیف مین معذب ہونا صاف یقین دلاتا ہے
کہ خداوند تعالی رحیم محض نہین ہے۔ بلکہ رحیم ہونیکے ساتھ عذاب کنندہ بہی ہے۔ اھ صدق

ٹھراتا بلکہ بمقتضائی قاعدہ ترجیح راجح اسکو گناہ کمتر از کفر کو بلحاظ اسکی اطاعت کے (یعنی ایمان کے جو راس الطاعات ہے) بلا سزا بخشدینا اور معاف کرنا جائز رکھتا ہے **اس امر کو مسلمان تو** مانتے ہی ہین جو بحکم ان آیات واحادیث کے جنمین یہہ بیان ہے کہ شرک یا کفر سے کمتر گناہون کو خدا جسے چاہے بخشدے۔ یہہ اعتقاد رکھتے ہین کہ کفر سے کمتر گناہ کی بلا سزا الہی بخشش جائز و متوقع ہے

> ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء +

عیسائی بھی (انصاف اختیار کرین اور ہٹ دہرمی سے انکار نکر بیٹھین) تو یہی بات کو مدار نجات سمجھے ہین **سچ پوچھو** تو انکا کفارہ مجوزہ کا اصل اصول یہی بات ہے وہ کفارہ کی نسبت یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ جو شخص مسیح کے کفارہ ہونے پر ایمان لائے وہ خواہ کتنا ہی گنہگار ہو اس اعتقاد و ایمان کفارہ کے عوض و لحاظ سے نجات کا مستحق ہے۔ اور یہہ بعینہ وہی بات ہے جو ہمنے صورت دوم مین کہی ہے کہ گنہگار مومن (خواہ کفر سے کمتر کتنا ہی گناہ کرے) ایمان کے بدلے عفو و نجات **کا مستحق ہے** عدل اسکے عفو و نجات کا [illegible]

اس بیان سے ثابت ہوا کہ جو اس تقریر کفارہ مین اولا کہا گیا ہے کہ گنہگارون کی نجات و عذاب کی نسبت خدا تعالیٰ کی عدل و رحمت کا باہم تنازع ہے یہہ محض غلط و مغالطہ ہے۔ **ایسا ہی جو اس تقریر** مین آخر کہا ہے اور اس تنازعہ عدل و رحمت کا **فیصلہ** کیا ہے **وہ** اور بھی **غلط** و سخت مغالطہ ہے اور اس عربی مثل مشہور کا مصداق ہی جسکا مطلب یہہ ہے۔ کہ ایک شخص مینہہ سے بھاگ کر پرنالہ کے نیچے آ کھڑا ہوا۔

> فرّ من المطر وقام تحت المیزاب

اس فیصلہ مین عیسائیون نے خدا کیطرف سے وکیل ہو کر عدل کا حق تو یہہ کہکر ادا کیا ہے کہ ہم تیری مقتضاء سے درگذر نہین کرتے اور گنہگارون کو بلا سزا نہین چھوڑتے انکے گناہون کی سزا اپنے آپ بھگتے ہین (چنانچہ مسیح کو اوتارا اور خود خدا کہنے کا لازمہ ہے) یا اپنے فرزند ارجمند کے سر پر ڈالتی ہین

من قال ان ربک شدید العقاب وانہ لغفور الرحیم۔ ابطال تناسخ کی نسبت ہم پہلے ہی وعدہ دیچکے ہین اور پھر وعدہ کرتے ہین کہ عنقریب ہم اسمین بحث کرینگے اور اس کا ابطال عمل مین لاوینگے۔ ۱۲

(چنانچہ مسیح کو صرف خدا کا بیٹا کہنا چاہتا ہے) اور رحمت کا یون گھر پورا کر دیا کہ ہم تیری مقتضا سے بھی درگذر نہین کرتے گنہگارون کو عذاب سے سبکدوش کر کے بہشت مین داخل کرتے ہین - **مگر ان خواہ مخواہ کے وکیلون** نے یہہ نہ سمجھا کہ اس فیصلہ مین عدل و رحمت دونون ٹوٹ گئی - نہ عدل کی داد دیگئی - اور نہ رحمت کی حق رسی ہوئی - عدل تو یون ٹوٹا کہ مجرم بلا سزا چھوٹا رحم یون اڈا کہ گنہگار کا بوجھہ بیگناہ کے سر پڑا - پھر وہ بیگناہ اگر خدا کا بیٹا ہے تو اس سے بڑھکر کیا بے رحمی ہے کہ مجرم کا گناہ اپنے بیگناہ فرزند پہ ڈالا - اور مجرم کو بہشت مین اور فرزند کو دوزخ مین داخل کیا - اور اگر وہ بیگناہ (جسنے مجرمون کا بوجھہ لیا) خود خدا جل و علی ہے تو یہہ بے رحمی و ظلم سے بڑھکر سفاہت و جفا ہے - کوئی عاقل یہہ تجویز کر سکتا ہے کہ جو بادشاہ مجرم کو بلا سزا چھوڑ دینا خلاف عدل سمجھے وہ اسکے جرم کی سزا اپنے آپ پر جاری کرے اور اسکے عوض مین اپنے موںھ پر ایک دو تھپڑ یا جوتا مار لے تا کہ اُسکا قانون عدل جزا و سزا دینے کا نہ ٹوٹے - مین یقین نہین کر سکتا کہ عیسائیون کے سوا کوئی عاقل ایسی تجویز کرے -

اس بیان سے ثابت ہوا کہ جس اعتقاد کفارہ کو عیسائی موجب نجات سمجھتے ہین - اسکا موجب نجات ہونا خیال و محال ہے - پس اگر انجیل کی اعتقادی تعلیم یہی ہے تو اس اعتقادی تعلیم کے ساتھ اخلاقی تعلیم انجیل کس کام آتی ہے - جسپر عیسائی فخر کرتے ہین - اور اسکی نظر سے انجیل کو قرآن پر ترجیح دیتے ہین -

دوسرا جواب یہہ کہ جسقدر اخلاقی تعلیم انجیل مین ہے وہ سب کی سب قرآن مین موجود ہے - کوئی ایک مسئلہ بھی اخلاقی ایسا نہین جو انجیل مین ہو اور قرآن مین نہو - جو اسکے خلاف کا مدعی ہے وہ کوئی ایک مسئلہ بیان کرے - او رہمسے اسکا جواب لے -

قرآن مین اسکے علاوہ بیان اخلاق مین یہہ رعایت بھی ہے کہ اس سے سیاست و انتظام عامہ خلائق مین فرق نہ آجاوے بخلاف بیان اخلاقی انجیل کے کہ اسمین اس امر کی رعایت نہین ہے -

پہلے ہم اون اخلاق کو بیان کرتے ہین جو قرآن مین ویسی ہی مذکور ہے جو انجیل مین مذکور ہین - پھر قرآن کی

اس رعایت خاص کو بیان کرینگے جو انجیل مین ملحوظ نہین ہے۔

سورۂ نساء مین ہے۔ خدا کو پوجو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نکرو۔ اور ماں

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربی والیتمی والمسکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا (نساء ع ۶)

باپ سے نیکی کرو اور قرابتیوں سے اور نزدیکی ہمسایہ سے۔ اور دور والے ہمسایہ سے۔ اور ہم پہلو صحبتی سے۔ اور مسافروں سے۔ اور اپنے غلاموں سے خدا اس سے خوش نہین جو تکبر اور فخر کرتے ہین

اور **سورۂ انعام** مین ہے۔ اپنی اولاد کو فقیری کے خوف سے قتل نکرو۔ تمہین اور

ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاھم ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ذلکم وصکم بہ [illegible] الا بالتی ھی احسن حتی یبلغ اشدہ واوفوا الکیل والمیزان بالقسط لا نکلف نفسا الا وسعھا واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربی وبعھد اللہ اوفوا ذلکم وصکم بہ لعلکم تذکرون

(انعام ع ۱۹)

انہین ہم ہین رزق دینے والے۔ اور کھلی اور چھپی بیحیائی کے نزدیک مت جاؤ۔ اور کسی جان کو ناحق نہ مارو۔ اور یتیم کے مال کے پاس نجاؤ [illegible] جوان ہو اور ماپ اور تول پورا کرو۔ ہم کسی کو اسکی طاقت سے باہر حکم نہین دیتے۔ اور جب بات کہو حق کہو اپنی قرابتی پر کیون نہ پڑے۔ اور خدا کے عہد کو پورا کرو۔ خدا تمکو یہہ نصیحت کرتا ہے۔ تا کہ تم نصیحت مانو۔

اور سورہ **بنی اسرائیل** مین ہے قرابتیون کو انکا حق دو اور مسکینون اور مسافرون کو

وآت ذا القربی حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا (بنی اسرائیل ع ۳)

اور فضول خرچی مت کر فضول خرچ شیطان کے بھائی ہین۔

اب قرآن کی اس رعایت خاص کو بیان کیا جاتا ہے جو اخلاقی تعلیم مین اسنے کی ہے۔ اور وہ

انجیل مین نہین -

(۱) **انجیل** مین کہا ہے کہ اگر کوئی تجہے دہنی گال پر طمانچہ مارے تو بائین گال پہیر دے - (متی ۵ - ۳۹)

قرآن مین یہہ بات بہی کہی ہے کہ برائی کو معافی کرو چنانچہ سورہ **شوری** مین فرمایا ہے -

وجزاؤ سیئة سیئة مثلها فمن عفا واصلح فاجره علی الله - ان الله لا یحب الظلمین ۔ ولمن صبر وغفر ان ذلك لمن عزم الامور (شوری ع ۴)

برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے - پر جو معاف کرے اور درستی کرے اسکا اجر خدا پر ہے - خدا ظالمون کو دوست نہین رکھتا - اور فرمایا جو صبر کرے اور معافی دے تو یہہ ہمت کے کامون سے ہے -

اور **بقرہ** مین حکم قصاص کے بیان مین کہا ہے کہ جسکو اپنے بہائی سے خون معاف ہو جاوے

فمن عفی له من اخیه شیء فاتباع بالمعروف واداء الیه باحسان (بقرہ ع ۲۲)

وہ اچہی طرح سے خونبہا ادا کرے - اور وارثان مقتول اچہی طرح سے مطالبہ کرین - یہان

یہان کہنا [illegible] سے [illegible] کو [illegible] سمجہے معاف کر دین

مگر ساتھ ہی اسکے یہہ بہی فرمایا ہے - کہ جو تمپر زیادتی کرے تم بہی ویسی ہی زیادتی کرو - اور

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم (بقرہ ع ۲۴)
کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی (بقرہ ع ۲۲)

فرمایا کہ تمہارے لیئے قصاص کا حکم ہے اصیل بدلے اصیل کے غلام بدلے غلام کے اور عورت بدلے عورت کے -

اندونون قسم کے احکام کے بیان مین رعایت سیاست انتظام بہی پائی جاتی ہے - اور اخلاقی تعلیم بہی موجود ہے - ظالم کو بدلہ کا ڈر سنا دیا - اور نیکون کو معافی کا حکم دیا - اسمین یہہ فائدہ ہوا کہ ظالم خوف مواخذہ سے رکیگا - اور نیکون کو معافی کا حکم دیا گیا -

بخلاف تعلیم انجیل کے کہ اسمین اخلاقی تعلیم تو ہوئی مگر ظالم کو ظلم سے روک نہوئی بلکہ ظلم کرنیکی جرات دلائی گئی - جب وہ دیکہیگا کہ مظلوم نے ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری گال میری طرف کر دی ہے - تو وہ بیدہڑک ہر کسی کو مارتا پہرے گا - یہان تک کہ ایکدن وہ بہی کسی کے ہاتھ سے

سے مارا جاویگا - اسمین نہ صرف ایک ظالم کا بگاڑ ہے - یا اس مظلوم کا ظاہری نقصان ہے بلکہ کل عالم کا بگاڑ و نقصان متصور ہے - اسی نظر سے قرآن اپنی اس حکیمانہ دو رُخی تعلیم پر فخر کیا ہے - اور

ولکم فی القصاص حیوۃ یا أولی الالباب (بقرہ ع ۲۲)

حکم قصاص کا یہہ بھید بتایا ہے کہ اس حکم مین تمہارے لیئے زندگانی ہے -

اور سورہ حج مین فرمایا ہے کہ اگر خدا تعالی لڑنے کے بدلے لڑنے کا حکم دینے سے ایک کو دوسرے

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومسجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا - (حج ع ۶)

سے نہ روکتا تو صومعے اور کنیسے اور چرچ اور مسجدین جنمین خدا کا نام لیا جاتا ہے سب کے سب گر جاتین -

(۲) انجیل مین کہا ہے کہ جو تجھے عدالت مین لیجائے اور تیرا جوغہ مانگے تو اسی کوٹ بھی دیدے اور جو تجھے ایک میل بیگار لیجائے تو دو میل اسکے ساتھ جا - (متی ۵ - ۴۰ و ۴۱)

اس حکم سے اگر یہہ مراد ہے کہ ظالم کے آگے دب جا تو اسکی نسبت قرآن کا فیصلہ پہلے حکم مین آچکا ہو کہ نہ بالکل ایسا [illegible] ظاہر ہو رہا ہے

اور اگر اس سے صدقہ و خیرات مراد ہے تو قرآن نے یہہ امر بھی سکھایا - اور مومنون کی تعریف مین صاف

ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون (حشر ع ۱)

فرمایا ہے کہ وہ اپنی جانون پر اورون کو مقدم کرتے ہین - اگرچہ وہ فاقہ مین مبتلا ہون - اور جو نفس کی حرص مال سے بچا یا گیا وہ نجات پانے والا ہے -

مگر ساتھ ہی اسکے یہہ بھی فرمادیا ہے کہ تو اپنے ہاتھ کو گردن سے باندہ لے پھر تجھے ملامت کرینگی

ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط فتقعد ملوما محسورا ۵ (بنی اسرائیل ع ۳)

(یعنی انجیل کہینگے) اور نہ سبھی بہا دے تاکہ تو خالی ہاتھ بیٹھ رہے -

اسمین بھی اعتدال و انتظام عام کی رعایت ہے جو انجیل کی تعلیم مین نہین ہے -

(۳) انجیل مین کہا ہے کہ تو دشمن کو پیار کر انکے لیئے برکت چاہ جو تمہین لعنت کرین (متی ۵ - ۴۴)

قرآن مین بہی صاف فرمایا ہے کہ نیکی اور بدی برابر نہین تو بدی کو نیکی سے روک پہر جو تیرا دشمن ہے وہ گرم جوش دوست ہوجائیگا۔ اس ہدایت کو وہی لوگ لیتے ہین جو صابر ہین۔ اور بڑے نصیب والے ہین۔

ولا تستوی الحسنة ولا السیئة ادفع بالتی ہی احسن فاذا الذی بینک وبینه عداوة کانه ولی حمیم وما یلقٰها الا الذین صبروا وما یلقٰها الا ذو حظ عظیم۔ (حم السجدة ع ۵)

مگر اسمین بہی اس اعتدال و انتظام عام کی رعایت ہے جو پہلے حکم مین بیان ہوچکی ہے۔ کہ نہ ہر ایک دشمن کے آگے جھک جاوے۔ نہ ہر ایک سے مقابلہ کرے۔ نرمی بھی کرے۔ اور سختی سے بھی ڈراتا رہے۔ اسی تعلیم کے موافق ایک دانشمند نے کہا ہے۔ ۵

درشتی و نرمی بہم در بہ است + چو رگزن که جراح و مرہم نہ است ۱۲

اس مضمون کو دیکھکر عیسائی انصاف کرینگے تو پھر اخلاقی تعلیم مین انجیل کو قرآن پر ترجیح نہ دینگے بے انصافی و ہٹ دہرمی کرین تو اُسکا علاج نہین۔

اس مقام مین جو ہمنے اخلاقی تعلیم مین انجیل کا نقص بیان کیا ہے یہہ بمقابلہ تعلیم قرآن نقص ہے ورنہ بجائے خود قطع نظر مقابلہ تعلیم قرآن سے وہ بہی کمال ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے کہ جس موقعہ پر اور جس زمانہ مین اور جن اشخاص کی نسبت وہ حکم ہوا تھا۔ (اگر وہ ٹھیک حکم الٰہی اور تبدیل و تحریف سے محفوظ ہے) اسوقت زمانہ و اشخاص کے لیئے وہی حکم مناسب و باکمال ہو۔ اُسوقت کے لوگ سختی کے مقابلہ مین سختی کرنیسے منفعل نہوتے ہونگے۔ بلکہ اسپر اور اولچھتے ہونگے یا اسوقت مسیح علیہ السلام کو سختی کرنیکا موقع نہ تھا۔ اسلیئے سختی پر محض نرمی و معافی کو اختیار کیا۔ لہذا اُسوقت اسی حکم مین کمال تہا۔ تعلیم قرآنی مین اسکے مقابلہ مین یہہ کمال ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر موقع اور ہر شخص کی نسبت مناسب حکم کی متضمن ہے۔ اسلیئے قرآن کے مقابلہ مین اس تعلیم انجیل پر نقص کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ اگرچہ وہ تعلیم انجیل بجائے خود کمال سے خالی نہین ہے۔ ۶

یہہ بات اسلیئے جتائی گئی ہے - کہ کسی نبی یا کتاب آسمانی کی تعلیم کو (خدا کیطرف سے مانکر) مطلق ناقص وخالی از حکمت کہنا منافی ایمان وتسلیم ہے جو لوگ ایکدوسر یکے مقابل ومناظر اس بات کو نہین جانتے وہ اپنے نبی یا کتاب کی ترجیح وتعریف کے وقت بلا تمیز و تفصیل صاف مخاطب کو کہدیتے ہین کہ تمہارے نبی یا کتاب مین یہہ عیب ونقصان ہے - اور ہمارے نبی یا کتاب مین یہہ خوبی وکمال اور وہ یہہ بہی نہین خیال کرتے کہ ایکنبی یا کتاب کی ایسی تعریف جسمین دوسرے نبی یا کتاب کی اہانت پائی جاوے بالاتفاق حرام ہے -

القاب مذہبی

ہمارے زمانہ مین اور جو اسکے قریب قریب گذرا ہے - جب بچے ہوش سنبہالتے ہین تو اُنکے دیندار والدین انکو یہہ سوال وجواب تلقین کرتے ہین -

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
تم بندے کسکے ہو -	اللہ تعالیٰ کے -	امت کسکی ہو -	محمد رسول اللہ صلعم کی	مذہب کسکا -	امام اعظم صاحب

آخر اس تلقین کا اثر ونتیجہ یہہ پیدا ہوا کہ امام مذہب کا ماننا ایسا جزو ایمان سمجہا جاتا ہے جیسا خدا ورسول صلے اللہ علیہ وسلم کو ماننا وبناءً علیہ عام خیالات مین حنفی یا شافعی (جہان شافعی رہتے ہون) کہلانا فرض سمجہا جاتا ہے - اور جو حنفی شافعی نہ کہلاوے وہ لامذہب بنتا ہے - انکے مقابلہ مین ایسے لوگ بہی ہین جو کسی مذہب مشہور کیطرف منسوب ہونا اور حنفی یا شافعی کہلانا ضروری نہین سمجہتے - صرف مسلمان یا محمدی کہلانا کافی خیال کرتے ہین - انمین بعض حنفی وشافعی کہلانے کو بدعت بعض شرک بہی کہتے ہین -

(نوٹ) اول (حنفی وشافعی کہلانے کو بدعت وشرک کہنے کے مقابلہ مین) محمدی المذہب کہلانے کو کفر سمجہتے ہین اور یہہ کہتے ہین کہ مذہب (چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے تحفہ اثنا عشریہ مین لکہا ہے) اسطریق کا نام ہے جب وبعض اُمتی اپنے فہم واجتہاد سے نکالین اور چند قواعد عقلیہ مقرر کرکے انکے موافق ادلہ شرعیہ سے مسائل نکالکر ایکراہ مقرر

کردین اسمین خطا وصواب دونون کا احتمال ہے۔ اسلیئے اسکو خدا اور رسول کی طرف منسوب نہین کیا جاتا"۔

اس اختلاف القاب کا یہہ اثر پیدا ہو رہا ہے کہ اسلام کے دو حصص ہوگیئے۔ اور مسلمانون کے دو گروہ باہم مخالف بن گئے جو ایک دوسرے کے دینی و قومی کامون مین (انکو اسلامی و قومی کام نہ سمجھکر) خلل انداز ہوتے ہین۔ وہ مدرسہ بنانا چاہتے ہین تو یہہ فراہمی چندہ کے مزاحم ہوتے ہین۔ اگر وہ مسجد بنانا چاہتے ہین تو یہہ بنانے نہین دیتے۔ بن جائے تو اُسپر مسجد ضرار ہونے کا فتوی لگاتے ہین۔ اور اپنی مسجدون مین انکو نماز نہین پڑھنے دیتے۔ یہہ اُنکے قومی و دینی کامون مین اسی تفصیل سے رخنہ اندازی کرتے ہین۔

اس مضمون مین فریقین کی نصیحت مدنظر ہے۔ اور جانبین کی خدمت مین برادرانہ التماس ہے کہ فریقین اپنی اپنی حالت ضعف و تنزل پر رحم فرماوین۔ اور اس افراط سے باز آوین۔ اور اس مضمون کو غور سے پڑھکر یقین فرماوین۔ کہ حنفی یا محمدی کہلانا ایسے جرائم سے نہین جنپر یہہ احکام و آثار مخالفت مرتب کیئے جاوین۔

پہلے ہم اپنے عیلنی+ بھائیون اہلحدیث کیخدمت مین (جو محمدی کہلاتے ہین) ملتمس ہین کہ سبھی اشخاص سلف سے خلف تک جو حنفی شافعی کہلاتے چلے آئے ہین۔ اس حنفی یا شافعی کہلانے کو جزو ایمان و داخل اسلام نہین سمجھتے بلکہ صرف ان ائمہ سے بعض مسائل مین موافقت رائے رکھنے کے سبب انکی طرف منسوب ہین۔ اور صرف اس نسبت کی تمیز کے لیئے حنفی شافعی کہلاتے ہین۔ اس تلقب و انتساب مین وہ محمدی ہونیسے انکاری نہین۔ اور نہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دین یا سنت کی پیروی سے عاری ہین۔ بلکہ اتباع محمدی کو وہ شرط ایمان جانتے ہین۔ اور پیروی سنت کو حرز جان۔ جہان اپنے امامون کے اقوال کو ظاہر سنت سے مخالف پاتے ہین۔ اونکی موافقت اور پیروی سے ہاتھ اُٹھالیتے ہین۔ اور اسمین اس شخص کے موافق یا پیرو ہو جاتے ہین جسکے قول کو موافق سنت پاتے ہین۔ دیکھو سلف ائمہ سے امام طحاوی نے جو حنفی مشہور ہے کیا

+ عیلنی و علانی بھائیون کی تشریح ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر (۱ جلد ۱۷) مین بخوبی ہو چکی ہے ناظرین اسکو ملاحظہ فرماوین۔

کہاہے - کہ میں ہر بات میں امام ابوحنیفہ کا مقلد نہیں ہون - اور اسکے موافق شرح معانی الآثار میں کیسا عمل کر دکھایا ہے کہ جہان امام ابوحنیفہ رح کا قول سنت کے مخالف پایا وہان - فما قال ابوحنیفة باطل صاف سنا دیا - قاضی ابوعلی و قاضی حسین و قفال وغیرہ نے بھی کیا صاف صاف کہدیا ہے - کہ ہم امام شافعی کے مقلد نہین - بیہقی وغیرہ علماء نے کبھی مسائل مین امام شافعی کا تخالف کیا ہے - انکے افعال و مقالات کی تفصیل کتب متقدمین و متاخرین مین موجود ہے - جبکی کسیقدر نقل اشاعۃ السنہ و ضمیمجات اشاعۃ السنہ خصوصًا (نمبر ۲ جلد ۳) بہی ہو چکی ہے - متاخرین حنفیہ شیخ ابن الہمام جسپر حنفی مذہب کی تقلید و تائید کا زیادہ گمان کیا جاتا ہے - بہتیری جگہہ فتح القدیر مین حنفی مذہب سے الگ ہو گیا ہے - دیکہو مسئلہ **آمین** بالجہر مین اسنے حدیث اخفاء آمین کو چار دلائل سے ضعیف بتاکر حدیث جہر سے اس کی تطبیق و موافقت کی اسیطرح جو بیان کی ہے - جسمین اصل جہر کی تسلیم پائی جاتی ہے - چنانچہ کہاہے - اگر [illegible]

ولو کان الیّ فی هذا شئ لوفقت بان روایۃ الخفض یراد بہا عدم القرع العنیف و روایۃ الجہر بمعنی قولہا فی زیر الصوت (فتح القدیر)

و لکن بقی الکلام بعد هذا فی تعیین الناسخ اذ لابد من ادعاء النسخ منہ و لم یتحقق فی النسخ الا ما ذکر بعضہم من امکان کونہ ما فی ابی داؤد و صحیح ابن خزیمۃ صلوۃ المرأۃ فی بیتہا افضل من صلوتہا فی حجرتہا و صلوتہا فی مخدعہا افضل من صلوتہا

کو یون باہم متفق کردون کہ آہستہ کہنے سے یہہ مراد ہے کہ بہت نہ چلاتے - اور جہر سے یہہ مراد ہے کہ سینے سے نکلنے والی گونجنے والی آواز سے کہتے -

اور مسئلہ **عورتونکی امامت** و جماعت مین روایت کراہت تحریمی کا خلاف کیا - اور صاف کہدیا ہے - کہ جو صاحب ہدایہ نے حدیث امامت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی منسوخ ہونے دعوی کیا ہے یہہ ثابت نہین - اور اگر حدیث ابو داؤد وغیرہ

في بيتها يعني الخزانة التي تكون في البيت وروى ابن خزيمة عنه عليه الصلوة والسلام ان احب الصلوة المرأة الى الله في اشد مكان في بيتها ظلمة وفي حديث له ولابن حبان واقرب ما تكون من وجه ربها وهي في قعر بيتها ومعلوم ان المخدع لا يسع الجماعة وكذا قعر بيتها واشد ظلمة ولا يخفى ما فيه وبتقدير التسليم فانما يفيد نسخ السنية وهو لا يستلزم ثبوت كراهة التحريم في الفعل بل التنزيه ومرجعها الى خلاف الاولى ولا علينا ان نذهب الى ذلك فان المقصود اتباع الحق (فتح القدير مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۴۲۵)

سے اس میں یہہ بیان ہے کہ عورت کی نماز اندھیری کوٹھری میں افضل ہے اسکا منسوخ ہونا مان بھی لیا جاوے تو اس سے صرف جماعت کی سنت ہونے کا نسخ معلوم ہو سکتا ہے۔ اسکا مکروہ تحریمی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ نہایت یہہ کہ اولیٰ نہو۔ آخر کہا ہے۔ کہ ہمپر اس مذہب پر چلنا واجب نہیں ہے۔ مطلب اتباع حق سے ہے خواہ کہین ہو۔

ہمارے زمانہ کے مشہور حنفی مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی جو اس باب میں فرمایا ہے وہ بھی نمبر اشاعۃ السنہ (نمبر ا جلد ۳) مین منقول ہوچکا ہے۔ اسمقام مین ایک اور قول انکا نقل کیا جاتا ہے آپ رسالہ **فوائد بہیہ فی تراجم الحنفیہ** مین فرماتے ہین۔ ائمہ اربعہ کے مقلد

واعلم ان مقلدة الائمة الاربعة اشتهروا بالانتساب الى حضرات مقلديهم العلية كالحنفية والشافعية والمالكية والحنبلية ليحصل التميز بينهم ويتفرقا منهم عن ثانيهم وفي الحقيقة كل طائفة منهم محمدية فان تقليدهم ائمتهم والسلوك على مسلكهم سلوك على طريق النبي صلى الله عليه وسلم واغتراف بذلك المنبع الاعظم

اماموں کی طرف منسوب ہونے سے اس لیئے مشہور تھے۔ کہ ان مین اس نسبت مین تمیز ہو۔ اور ایکدوسرے سے علیحدہ ہو کر پہچانا جاوے اور حقیقت مین وہ سب محمدی ہین۔ کیونکہ اماموں کی تقلید کرنا اور انکی راہ پر چلنا بعینہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چلنا ہے اور اسی چشمہ سے چلو بھرنا۔

ایسے شخصوں کو حنفی یا شافعی کہلانے کو کون بدعت کہہ سکتا ہے۔ اور انکا شرک ہونا تو کچھ ہی معنے

نہین رکھتا۔

ہان بعضے ایسے ضدی متعصب حنفی وشافعی بہی ہین جو ہر شخص پر (عالم کیون نہو) امام ابو حنیفہ یا شافعی کی تقلید خدا کیطرف سے فرض سمجھتے ہین اور اسی اعتقاد او ربعضے سے حنفی وشافعی کہلاتے ہین۔ اوراس تقلید کی پابندی سے وہ صریح نصوص کتاب وسنت کو جو اُنکے ائمہ کے اقوال سے مخالف ہون قبول نہین کرتے اور اُنکے رد وجواب مین صاف کہدیتے ہین۔ مارا بحدیث چہ کار۔ قول امام بباید۔ ایسے متعصب حنفیون اور شافعیون کو تو خود محقق ومنصف حنفی بہی اچہا نہین سمجہتے۔ چنانچہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ (نمبر ۱ جلد ۳) مین منقول ہوچکا ہے ولیکن ان معدودی چند نام کے علماء یا اکثر جہلاء کی نظر سے ہمکو یہہ نہین پہنچتا کہ ہم سب حنفیون اگلون اور پچہلون کو برا جانین۔ اور جہان کسی پر حنفی یا شافعی کا نام آیا اُسکو اُن ہی مین شمار کرین۔ +

اب دوسرے **علاقی بہائیون حنفیون شافعیون** کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ اہلحدیث کے حنفی یا شافعی کہلانے کی طرف مسلمان یا محمدی کہلانے پر اکتفا کرنے سے بُرا نہ منا دین۔ اور یہہ خیال نفرما دین کہ انکی مسلمان یا محمدی کہلانے سے یہہ نیت ہے کہ انکے سوا اور لوگ (جو حنفی شافعی کہلاتے ہین) محمدی یا مسلمان نہین ہین۔ یا یہہ کہ وہ امام ابو حنیفہ وشافعی کو بزرگ نہین جانتے۔ اسلیئے اونکی طرف منسوب ہونے اور حنفی شافعی کہلانے کو بُرا سمجہتے ہین۔ حاشا وکلا **انکے مسلمان ومحمدی** کہلانے کی **وجہ صرف** یہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اسی مشترک اسلام ومحمدیت پر بلاتے ہین جو سب اہل مذاہب مین متحقق ہے۔ اور وہ کسی خاص امام یا مذہب سے کچہہ خصوصیت نہین رکھتے وہ امام ابو حنیفہ کے اصول واقوال موافق سنت کو ویسے ہی مانتے ہین جیسے امام شافعی کے اقوال موافق سنت کو۔ اسلیئے وہ کسی خاص مذہب یا امام کیطرف منسوب ہونیکی کوئی وجہ نہین دیکہتے اور اپنا لقب بجز عام ومشترک مسلمان یا محمدی کچہہ مقرر نہین کرسکتے **ہمارے**

+ علاقی کہنے کی وجہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۱ مین بیان ہوچکی ہے

علاقی بھائی حنفی وشافعی **انصاف** کرین تو ضرور مان لین کہ اس اہلحدیث کے محمدی یا مسلمان کہلانے مین کوئی تفاخر بیجا و طعن ناروا اور کسی امر حق سے انکار اور ناحق پر اصرار پایا نہین جاتا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین سب کوئی مسلمان (جو محمدی کا ٹھیک ہم معنے ہے) کہلاتا بلکہ یہہ نام تو حضرت ابراہیم علیہ السلام زمانہ سے چلا آتا ہے چنانچہ خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ تمہارا نام مسلمان حضرت ابراہیم ع نے پہلے سے رکھدیا ہے۔

هو سماكم المسلمين من قبل
(الحج ۱۰۶)

انمین کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو کسی خاص امام یا پیشوا کیطرف منسوب ہوتا۔ اور بلحاظ مذہب صدیقی یا عمری یا عثمانی یا علوی کہلاتا ۔ دور کیون جاوین ائمہ مذاہب کو کیون نہ دیکھین۔ انمین کون تھا کہ وہ جن استادون اور پیشواؤن کے اصول پر چلتا بلحاظ مذہب اپنے آپ کو انکی طرف نسبت کرتا ہو۔ امام ابو حنیفہ نے (جو ابراہیم و علقمہ تابعیون و ابن مسعود صحابی [illegible] یا علقمی یا مسعودی کہلایا ہے - امام شافعی جو امام مالک کے بڑے صحبتی و شاگرد تھے۔ مالکی کہلایا ہے و علی ہذا القیاس - اگر کہو کہ وہ مجتہد تھے اسلیئے وہ کسی دوسری مجتہد کیطرف منسوب نہوئے تو اسپر **یہہ سوال** وارد ہوتا ہے کہ آخر مجتہد ایک وقت معین پر بعد حصول کمال ہوئے - اسوقت اور کمال سے پہلے تو صدیقی یا مسعودی یا ابراہیمی کہلایا ہوتا۔ اس تعامل سلف سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مقتدا یا امام کی طرف منسوب ہونا ان زمانون مین داخل دین نہین سمجھا گیا۔ یہی امر اگر اہل حدیث زمانہ متاخرین پایا گیا اور انہون نے حنفی یا شافعی نہ کہلایا تو کیا گناہ ہوا۔

شاید اسپر **یہہ سوال** وارد ہو۔ کہ تقرر مذاہب سے پہلے تو بیشک صرف مسلمان یا محمدی کہلانا معمول و مروج تھا۔ تقرر مذاہب کے بعد کون ایسا ہوا ہے جسنے باہمی تخاطب مین محمدی کہلایا ہو۔ اسکا **جواب** یہہ ہے کہ اہلحدیث سبھی سوا چند متاخرین کے صرف محمدی کہلاتے اور حنفی و شافعی کے لقب سے نامزد نہ تھے - **ابن شاہین** محدث جو چوتھی صدی مین

(بقیہ مضمون القاب مذہبی)

گذر چکے ہیں۔ اور تقرر مذاہب کے پیچھے ہوئے ہیں۔ جب انکے پاس کوئی مذہب کا ذکر کرتا تو صاف فرماتے

وکان اذا ذکر لہ مذہب احد یقول انا محمدی ۔ (تاریخ ذہبی) کہ میں محمدی مذہب ہوں چنانچہ **ملخص طبقات**

المذہب مات فی ذالحجۃ سنۃ خمس وثمانین وثلاثۃ ۔ **ذہبی** میں بہ ابیات انسے منقول ہے

اب رہا۔ اس سوال کا جواب کہ مذہب تو اوس طریق اجتہادی وظنی کا نام ہے جو اجتہاد سے نکالا

جاتا ہے۔ اور وہ محتمل خطا و صواب ہوتا ہے۔ پس دین اسلام کو جو منصوص اور قطعی ہو کیونکر مذہب کہا

جاسکتا ہے سو یہہ ہے۔ کہ یہہ معنے مذہب کے ایک خاص اصطلاح کے موافق ہیں۔ اور کسی کی اصطلاح

میں کچھہ جھگڑا نہیں ہو سکتا چنانچہ لا مناقشۃ فی الاصطلاح مسئلہ مشہور ہے اس معنی اصطلاحی

کی نظر سے دین اسلام کو کوئی مذہب نہ کہے تو اس سے بحث نہیں ہے مگر مذہب کے معنے لغت اور

عرف عام میں تو نہایت وسیع ہیں۔ لغت و عرف عام میں ہر ایک روش اور طریق کو قطعی ہو خواہ

ظنی ہو نصی ہو خواہ اجتہادی مذہب بولا جاتا ہے۔ چنانچہ **قاموس و صراح و غیاث**

وغیرہ کتب [illegible] قاموس

لکہا ہے کہ مذہب اس عتقاد کا نام ہے جسکی طرف کوئی گیا ہو (یعنی قطعی ہو خواہ ظنی نصی ہو خواہ اجتہادی)

المذہب المعتقد الذی یذہب الیہ والطریقۃ والاصل (قاموس)

اور راہ اور اصل کو بہی کہتے ہیں۔ اور ایسا ہی صراح

میں ہے۔ اور غیاث اللغات میں لکہا ہے مذہب بالفتح بر وزن مکتب جای رفتن و راہ مجازاً

دین و آئین۔ انہی معنے اور محاورہ عام سے بڑے بڑے اساطین دین ائمہ مجتہدین نے حدیث کو

باوجودیکہ وہ نص ہے۔ مذہب کہا ہے۔ چاروں اماموں سے منقول ہے کہ جب حدیث صحیح ہو ہمارا

وہی مذہب ہے۔ چنانچہ امام شعرانی اور شیخ محی الدین ابن عربی نے انسے نقل کیا ہے۔ اور خصوصاً امام شافعی سے بیہقی و حاکم وغیرہ نے۔

وقد تقدم قول الائمۃ کلہم اذا صح الحدیث فہو مذہبنا ۔ میزان کبرای شعرانی صفحہ ۷۲ ۔

جب لغت و عرف کی نظر سے اکابر ائمہ دین نے نصوص اسلام کو مذہب کہا ہے تو پھر

اگر کوئی اس معنے کر دین اسلام کو مذہب کہے۔ اور محمدی المذہب کہلا دے تو اُسکو کافر

مطبع ریاض ہند امرتسر میں چھپا

کیونکر کہا جا سکتا ہے - اس ملک ہند مین سب سے پہلے کھلم کھلے طور پر مولوی محمد اسمٰعیل
شہید علیہ الرحمۃ نے محمدی کہلایا ہے - اور حنفی شافعی کہلانے پر اسکو ترجیح دی ہے آپ
کی تقریر ترجیح سے بہی ہمارے بیان کی تصدیق ہوتی اور یہہ بات نکلتی ہے کہ حنفی شافعی کہلانے کو
وہ بہی بُرا نہ سمجہتے ان مذاہب کو وہ چشمہ شریعت کے حوض سمجہتے - اور ان مذاہب کے اماموں
کو وہ نائبان شریعت خیال کرلے - پر انکی طرف منسوب ہونے اور حنفی و شافعی کہلانے کو ایسا
ضروری نہ سمجہتے - جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے اور محمدی کہلانے کو
سمجہتے انکا کلام بلاغت نظام اہلحدیث کے نزدیک تو مسلم ہی ہے اہل تقلید بہی اگر سوء ظن
سابقہ کو یکطرف کرکے غور و انصاف سے اسکو پڑہینگے بے چون و چرا اسکو مان لینگے - اسلئے اسکا
نقل کرنا اسمقام مین فائدہ طرفین سے خالی نہین - آپ کتاب **ایضاح الحق** کے صفحہ ۴۵
مین فرماتے ہین - پس باید دانست کہ حضرت مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق جلت قدرتہ
از نظم [illegible] ر شیوع ملت برآنست
وآن کارخانہ است کہ بشان ملکیت تعلق دارد یعنی تکلیف بندگان خود بسوی اطاعت خود بطریق
جبر و الزام کہ چار و ناچار آنرا قبول باید کرد و طوعاً و کرہاً بربقہ اطاعت در کردن خود باید
انداخت و مرکز اینکارخانہ منصب رسالت ست و فروع آن مناصب اولی الامرست از خلفاء
راشدین و ائمہ عادلین و قضات امصار و سلاطین و نواب ایشان از مصدقین و محتسبین پس فرمان
عالیشان یعنی قرآن واضح البیان و پروانجات علیہ و اشتہارات جلیلہ از احادیث قدسیہ
اولاً بسوی رسول مقبول خود وحی فرمود و قوانین و آئین بنابر ایضاح مضامین فرامین
کہ مسمّی بسنت نبویہ است در دل ہدایت منزل او الہام نمود و ثانیاً بمساعی نائبین مذکورین
در ہمہ اقطار و اکناف عالم شائع و ذائع گردانید و ہمہ بندگان خود را باطاعت او و نائبان
او مکلف گردانید و کارخانہ ثانی بمثابہ متممات اول و مکملات اوست و آن کارخانہ است کہ بشان
ربوبیت تعلق دارد یعنی مہیا کردن امور یکہ بندگان را در باب امتثال احکام الٰہیہ و اتباع

سنت نبویہ بامن احتیاج پیش می آید دمرکز این کارخانہ منصب حکومت ست و فروع آن مناصب
علما و اولیاست از قرّا و محدثین کہ احکام آلہیہ و احادیث نبویہ بجمیع امت میرسانند و مجتہدین
شریعت کہ احکام قیاسیہ استنباط می نمایند و شیوخ طریقت کہ بنا بر نظر بمصالح وقت تدبیری
برائے اجرائے سنت استخراج میفرمایند و آئمہ لغت و تفسیر و عربیت کہ نکات محاورات و قوانین
زبان درانی ایضاح می نمایند و واضعین کتب فقہ و جامعین فتاوی و مصنفین رسائل سلوک
و مؤلفین کتب عربیہ کہ احکام مجتہدین و تخریجات مقلدین و کلمات مشائخ و اقوال علماء عربیہ
را مرتب کردہ در دفاتر مبسوطہ محرر مینمایند پس اول را کمال خلافت و امامت میگویند و ثانی
را کمال علم و ولایت و ہرچند منشأ این ہردو کمال توجہ عنایت آلہیہ ہست بہ تربیت بندگان خود
و محیط اصلی آن ہردو قلوب انبیاست علیہم الصلوٰۃ والسلام امّا اول نوریست قوی الاشراق کہ
از آفتاب سلطنت آلہیہ بر مرآت رسالت پرتو انداختہ و از آن بطریق انعکاس تمام عالم را فرا
گرفتہ و شب کفر و فسا در اسلامی گردانیدہ و رور اسلام و نظام دارین را جلوہ گر نمودہ و ثانی
آب زلالیست کہ از ابر ربوبیت باریدہ و از فوارہ حکمت انبیاء جوش زدہ و از ان بحیاض قلوب خواص
مجتمع شدہ و بکام تشنگان آب طلب بحسب مدارج ایشان رسیدہ پس لابد مزیت اول را
بر ثانی محفوظ باید داشت و اہتمامیکہ باول باید کرد بثانی نباید گماشت مثلاً ہر فردی را از افراد
انسان خواہ عالم باشد خواہ جاہل خواہ عاقل باشد خواہ سفیہ خواہ کاتب باشد خواہ امی تفتیش
مضامین ظاہر کتاب و سنت و تحقیق آن خواہ بفکر خود خواہ باستفسار آن از دیگرے لازم آمد و التزام
اطاعت انبیا و اولی الامر بالتعیین از اول امر بر جمیع امت واجب شدہ و مجاہرت بانتساب
خود بانہا ضروری و احتراز از تشبیہ بکفار و اختلاط مبتدعین و مشارکت بغاۃ از ارکان
دین شمردہ شد و اشاعۃ ظاہر کتاب و سنت و تشہیر آن در جمع قری و بلدان از ارکان دین معدود
شد و تعیین وعّاظ کہ در جمیع مجامع و مساجد بر سر منابر باواز بلند بسوی آن دعوت نمایند و
تعیین محتسبین کہ در ہر کوچہ و بازار بجبر و قہر بسوی آن کشند از افضل عبادات معدود کردہ شد بخلاف

قسم ثانی کہ ہر کس را تحقیق احکام قیاسیہ و اشغال صوفیہ و قوانین عربیہ ضرور نیست و ارادہ و تقلید
شخصی معین از مجتہدین و مشائخ در ارکان دین لازم نے بلکہ ہمین قدر کافیست کہ وقتی کہ حاجتے
پیش آید از کسی از ایشان استفسار کردہ شود نہ آنکہ ارادہ و تقلید ایشان مثل ایمان بانبیا از ارکان
شمردہ شود و لقب حنفی و قادری ہمتا بہ لقب مسلمان و سنی اظہار کردہ شود و امتیاز از شافعیان
و چشتیان مثل امتیاز از کفار و روافض از لوازم تدین شمردہ شود و انتقال را از مذہبی بمذہبی
یا طریقہ بطریقہ مثل ارتداد و ابتداع و بغی موجب قتل و ہتک معدود کردہ شود یا دعوی
اجتہاد و ولایت را مثل دعوی نبوت یا دعوی امامت بطریق بغی بر امام حق باعث قتال
و اہانت قرار دادہ شود آیا نمی بینی کہ اطاعت قاضی جبر کردن میرسد نہ بر طاعت مجتہد کہ رد
حکم قاضی واحد قاضی دیگر را ہم نمیرسد چہ جای احاد رعایا را بخلاف حکم مجتہد کہ بر ہر کسی قبول
آن واجب نیست لاسیما وقتیکہ آنکس خود مجتہد باشد کہ او را تقلید مجتہد اول اصلا جائز نیست و
بغی بر امام حق اگر چہ آن باغی لیاقت امامت داشتہ باشد اصلاً جائز نیست بہ خلاف دعوی
اجتہاد کہ وقتیکہ ملکہ اجتہاد حاصل شود لا بد دعوی اجتہاد باید کرد و تقلید را از گردن خود دور
باید انداخت بالجملہ غرض ازین کلام آنکہ اشتغال بہ تفتیش ظاہر کتاب و سنت و تعلم و تعلیم آن
خواہ بخواندن باشد خواہ باستماع مضامین آن و سعی در اشاعت آن از جنس اکل و شرب و
لباس ست کہ مدار زندگانی بر آنست و اشتغال باحکام فقہیہ معتبرہ و اشغال صوفیہ
نافعہ از قبیل ادویہ و معالجہ ست کہ عند الضرورت بقدر حاجت بعمل آرند و بعد از آن
بکار اصلی خود مشغول باشند و عنوان و شعار خود محمدیہ خالصہ و سنن قدیم باید داشت
نہ تمذہب بمذہب خاص و انسلاک در طریقہ مخصوصہ بلکہ مذاہب و طرق را مثل دکاکین عطارین
باید شمرد و خود را از منسلکان جند محمدی پس چنانکہ سپاہیان را عنوان سپہ گری شعار
ست و اعلاء کلمہ سلطانی کار و بار و وقتی کہ بر دوای محتاج میشوند از ہر دوکانی کہ بدست
آید میگیرند و بقدر حاجت بعمل مے آرند و باقی را برای وقت ضرورت نگاہ میدارند و

وبکار وبار خود مشغول میباشند ہمچنین محمدیت خالصہ را شعار خود باید کرد و اقامت ظاہر سنت

را کار و بار خود باید داشت و احکام فقہیہ صحیحہ را و اشغال صوفیہ معتبرہ را کہ خالی از شوب

فساد و بدعت باشد بقدر حاجت استعمال باید کرد و زاید از حاجت بآن توغل نباید کرد ۴

بالجملہ محمدی یا مسلمان تو اہل اسلام کا اصلی و قدیمی نام ہے۔ حنفی و شافعی کہلانا بہی حرام و

مطلق برا کام نہین ہے۔ فریقین اس لفظی جھگڑون سے دست بردار ہوجاوین۔ جو چاہین

(محمدی یا حنفی) سو کہلاوین۔ ایک دوسرے کو اپنا بہائی تصور فرماوین۔ اور اپنی ضعف

حالت پر ترس کہاوین اور باہمی تفرقہ و تباغض سے باز آوین۔ اور سب آپسمین ملکر دینی

اور قومی کامون کی رونق بڑہاوین۔

مین پہر کہتا ہون (گو میرے دوست برا مناوین اور میری اس غیرت آمیز عبرت

خیز مثال کو اقوام غیر کی خوشامد خیال فرماوین) ہمارے مسلمان بہائی عیسائیون اور

ہندؤن کی طرف [illegible] اصول مذہب مین باخود باہم سخت

مخالف ہین۔ عیسائیون کے بہت سے فرقے (رومن کیتہلک۔ پروٹسٹنٹ۔ یونی

ٹیرین۔ وغیرہ) باہم ایسے مخالف ہین۔ کہ ایک دوسرے کو دین عیسائی سے خارج

سمجہتے ہین۔ ایسے ہی ہندؤن کے مختلف فرقے۔ آریہ۔ برہمو۔

وغیرہ آپس مین ایسے مخالف ہین کہ ایک دوسرے کو نجات و

ہدایت پر نہین سمجہتے **تسپر بھی** وہ اون کامون مین جو سب مین مشترک

ہین ایکدوسرے کے مددگار ہوجاتے ہین۔ اور ہر فرقہ کے مخصوص کامون مین ایکدوسرے کے

خلل انداز نہین ہوتے۔ رومن کیتہلک کا چرچ یا سکول قائم ہونے لگے تو پروٹسٹنٹ اسمین

کوئی رخنہ نہین ڈالتے۔ وہ اونکے چرچ وسکول مین رخنہ اندازی نہین کرتے۔ جیسا کہ

مسلمانون سے ایک فریق کوئی مسجد یا مدرسہ بنانا چاہے تو فریق مخالف جسقدر ہوسکے زر

زور عدالت سے خانہ جنگی سے خلل اندازی کو مستعد ہوجاتا ہے **اسی وجہ سے**

وہ اقوام دن بدن اپنی دینی و دنیاوی کی ترقی کر رہے ہین - اور ہماری قوم دن بدن اپنے
دنیا و دین مین پس پا ہوتی جاتی ہے

شاید کسی پر یہہ **اعتراض** ہو کہ اقوام غیر تو مداہنت و بیدینی کرتے ہین جو ایک دوسرے
کے برے کام مین مزاحم نہین ہوتے - اہل اسلام دیندار و پرہیزگار ہین لہذا وہ بحکم
دین ایک دوسرے سے للہ تبغض رکھتے ہین - اور انکے برے کامون مین للہ مزاحمت کرنے پر
ہمین تباہ و بربادی کیون نہو جائین اور انکو ایسا ہی ہوتا اور رہنا چاہیے - **اسکا جواب** کچھہ تو
اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۹ کے ضمیمہ مین جو انجمن ہمدردی کا بانی مبانی ہے - دیا گیا ہے - اور مفصل
جواب آیندہ ایک مستقل مضمون (بغض للہ) مین دیا جاویگا - اسمقام مین اسقدر کہنا کافی
ہے کہ ان باہمی بغض مین مسلمان دیندار و حکم شریعت کے تابعدار تب ہو سکتے ہین - جبکہ ہمین مراتب
درجات معروف و منکر کی رعایت کرین امر اہم کو پھر جو اسکے بعد اہم ہو ملحوظ رکھین - توحید و
اسلام کو مستحبات سے مقدم سمجھکر مستحبات کی اہانت مین اسطرح کوشش کرین جسمین
توحید و اسلام ہاتھہ سے جاتا رہے - کفر و شرک کو ادنی مکروہ سے برا سمجھکر مکروہ کی اہانت مین
اسطرح سے سعی کرین کہ ہمین کفر و شرک کی ترویج کو مدد نہ ملے - مگر یہان یہہ امر نہین پایا جاتا -
ایک سنی حنفی رفع یدین و آمین سے روکنے اور جس مسجد مین ان افعال کے لوگ نماز پڑھین اسکے بند
کرنے مین ایسی کوشش کرتا ہے جسمین نماز چھوٹ جاوے - اور مسجد کی جگہہ گرجا بن جاوے
ایک سنی اہلحدیث رفع یدین کے جاری کرنے کے لیے یہہ حکم لگاتا ہے - کہ رفع یدین نکرین
تو نماز نہ پڑھین وفاہی کیا ہے جسمین رفع یدین نہو - ہمارے بھائی انصاف کرین کہ
بغض للہ کی یہی صورت ہے - اور دینداری و پرہیزگاری امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے یہی معنے
ہین جو یہہ کر رہے ہین - بھائیو خدا کے لیئے اب بھی ہوش سنبھالو اور اس افراط و تفریط سے
اپنے آپ کو نکالو محمدی حنفی شافعی اہلحدیث اہل تقلید سبہی بحکم انما المؤمنون اخوۃ ایکدوسرے کے بھائی ہو جاؤ
اور آپسمین بحکم واعتصموا بحبل اللہ جمیعا خدا کے دین کو پھیلاؤ اور اپنی عزت کو بڑہاؤ - وما علینا الا البلاغ -

جیسے اس زمانہ کے دیندار و پرہیزگار مسلمانوں مین بلقین امتحان اسلام کیوقت وہ تین سوال ہوتے ہین جنکا بیان مضمون سابق "القائمینی" مین ہوچکا ویسے ہی ایک سوال یہہ بہی ہوتا ہے - کہ تم کسکے مرید ہو ؟ - پھر اگر مسئول عنہ (جس سے سوال ہوا) نے جواب مین کسی پیر کا نام لیا تو وہ پکا اور سچا مسلمان سمجھا گیا - ورنہ اسپر نقصان اسلام کا الزام آیا عام لوگون کا یہہ خیال ہے کہ جسکا کوئی پیر نہین اسکا پیر شیطان ہے - اور اسلیئے اکثر لوگون کے اعتقاد مین پیر و مرشد پکڑنا ایسا جز وایمان سمجھا جاتا ہے جیسے خدا و رسول پر ایمان لانا -

جہلا کا ذکر نہین اکثر علما، دیندار پرہیزگار جب علم کی تحصیل و تکمیل سے فارغ ہوتے ہین تب مرشد کی تلاش مین پڑتے ہین جب تک کسی کو مرشد نہ بنالین اپنے ایمان کو کامل و مصئون و مامون نہین سمجھتے - اور نہ عام لوگ انکی اسقدر عزت و اعتبار کرتے ہین جسقدر اون علما، کی عزت و اعتبار کرتے ہین جو مرشد والے اور صاحب ارشاد ہوتے ہین

انکے مقابلہ مین ایسے لوگ بہی ہین جو بیعت کرنے کو شرک و بدعت کی جڑہ سمجھتے ہین - اور اگلے پچھلے مشائخ عظام و اولیاء کرام کو دوکاندار و خطاکار جانتے ہین - اور جو اذکار و وظائف وہ اپنے مریدون کو بتلاتے ہین انکو بدعت و ضلالت سمجھتے ہین -

ان دو جماعتون کے تفرقہ و باہمی فساد اور اسکے نتائج بہی اس تفرقہ و فساد اور اسکے نتائج سے کم نہین جو پہلے دو فرقون مین (جن کا ذکر مضمون سابق مین گذرا) پائے جاتے ہین -

طرفہ تر یہہ کہ ہماری دیار پنجاب مین یہہ تفرقہ و فساد خاص ایک اُس جماعت مین (جو بڑے دیندار و پرہیزگار و موحد و متبع سنت کہلاتے ہین) موجود ہے -

انہین فریق مثبت گو عوام کیطرح پیری و مریدی کو فرض واجب نہین جانتا - ورنہ اسمین وہ

سبھی قیود لگاتا ہے جو عوام لگاتے ہین - مگروہ اسکی ترویج والتزام مین ایسا سرگرم ہے اور اسمین

بعض رسوم پیری و مریدی کے ایسا پابند ہے جو اعتراض کا محل ہے -

ہمکو چونکہ اہل اسلام کا باہم التیام مدنظر ہے - اسلیئے ہم اس مضمون مین اس اختلاف کی نسبت

ایک منصفانہ رای اور بیچ کی راہ بیان کرتے ہین - شاید فریقین اس سے نفع اوٹھاوین

اور اسکو دیکھکر افراط و تفریط سے بازآوین - اور اس باہمی تفرقہ کو چھوڑکر اتحاد و اتفاق

اختیار کرین -

پس پہلے عام مسلمانون کے دو مختلف جماعتون کے اختلاف کی نسبت کچھہ عرض کرتے ہین

پھر خاص جماعت موحدین و متبعین کی خدمت مین کچھہ گذارش کرینگے -

عام لوگون سے فریق مثبت کی خدمت مین التماس ہے کہ بیشک بیعت تو یہ سنت اور

شرف و تاثیر صحبت ثابت ہے - چنانچہ بمقابلہ فریق ثانی اسکا کافی ثبوت دیا جاویگا

[illegible]

مسنون تو صرف یہی امر ہے (چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے جو آئندہ مذکور ہونگے

معلوم ہوتا ہے) کہ کسی متقی و صالح کے ہاتھ پر کوئی گناہون سے توبہ کرے - اور اسکے روبرو آیندہ

قائم رہنے کا عہد و اقرار کرے - اسمین وہ قیدین نہین ہین جو رسمی پیری مریدی مین

لوگ لگاتے ہین - اور نہ اس سے وہ لوازم و نتائج پیدا ہوتے ہین جو لوگ رسمی پیری مریدی

سے نکالتے ہین -

(۱) مثلاً جو لوگون سے بیعت لے وہ خود کسی کا مرید ہوچکا ہو - اور اسکو مرید بنانے کی

اجازت ہو -

(۲) جو بیعت لے وہ پیر و مرشد کہلاوے - اور جو بیعت کرے وہ مرید اس مرشد کے سوائے

اور علما و پیشوا خواہ اسکو کتنی ہی ہدایت و تعلیم ارشاد مسائل حقہ کرچکے ہون اسکے مرشد

نہ کہلاوین - اور نہ اسکو انکا مرید کہا جاوے - اور نہ اور لوگ جنکو اس پیر نے بدون بیعت

لینے کے حق کی راہ بتائی ہے اسکی مرید کہلاوین -

(۳) جب تک کسی کی بیعت نہو تب تک اُسکی صحبت سے فائدہ نہین ہوتا -

(۴) بیعت کے سوائے توبہ کا اثر نہین ہوتا اور نہ دل صاف ہوتا ہے -

(۵) باپ مرشد ہو تو بیٹا بھی مرشد ہو جاتا اور یہہ حق مرشدی و پیری نسلاً بعد نسل جاگیر یا پینشن کی طرح جاری رہتا ہے -

(۶) پیر ایک ہی شخص کو بنانا چاہیئے - اسی خیال سے کہا ہے جسنے کہا ہے -

دوئی بمذہب عشاق معنوی کفرست ✣ خدا یکے و محمدؐ یکے و پیر یکے ✣

(۷) پیر پر اعتقاد کر لینا کافی ہے اُسکے قول و عمل کو دیکھنا ضروری نہین ہے اسی خیال سے کسی نے کہا ہے - پیر من خس ست - اعتقاد من بس ست - اسی اعتقاد سے اکثر لوگ خاندانی و موروثی پیرون کے مرید بنتے ہین گو انکے افعال کیسے ہی بد ہون - شراب پئین - ناچ رنگ دیکھین صوم وصلوٰة کا نام نہ لین - چنانچہ اس وقت ہمارے ملک پنجاب مین ایسے کئی خاندان ہین - جنکے سجادہ نشین راتدن شراب مین مخمور رہتے ہین - نماز روزہ کے پاس نہین کھٹکتے - پھر ہزارہا لوگ (جنمین پڑھے لکھے بھی شامل ہین) انکے مرید ہوتے ہین - اور وہ یہہ سمجھتے ہین کہ یہہ لوگ اولیاء اللہ ہین انکو ظاہری شریعت کی پابندی معاف ہے اور انسے عبادت کی تکلیف اُٹھالی گئی -

(۸) پیر جنسی مرید عورتون کا محرم ہو جاتا ہے .. اس سے انکو پردہ و حجاب ضروری نہین رہتا - اس خیال سے بڑے بڑے نامی خاندانون کے سجادہ نشین عورتون سے ہاتھ مین ہاتھ لیکر بیعت لیتے ہین پھر مرید ہو جانے کے بعد وہ خلوتون مین انکی پیش خدمت رہتی ہین انکے ہاتھ پاؤن چومتی ہین - مٹھی چاپی کرتی ہین - بعض بعض نامی خاندانون مین ایسا بھی ہوتا ہے - کہ اس خلوت مین انکو اور بھی فیض باطنی پہنچ جاتا ہے - جسکا نتیجہ اسپر ملا ظاہر ہوتا ہے - اور لوگون کے مشاہدہ مین آتا ہے - کیا کرین تہذیب مانع ہے ورنہ ایک ایک کا

نام لیکر بتاتا۔ اور انکے اس فیض باطنی کو صاف ظاہر کرسکتا تا۔ وعلی ھذا القیاس بیسیون قیود و شرائع ہین جو بعض خواص علما مین اور کثرت عوام جہلا مین اس پیری مریدی کے ساتھ پائے جاتے ہین۔

فریق مثبت خود ہی انصاف کرے کہ یہہ سب باتین اُس بیعت مین جسکا ذکر قرآن مین آیا ہے یا اسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل رہا ہے پائے جاتے ہین؟ یا اور کہین کتاب اللہ وسنت رسول اللہ مین ان باتون کے وجود و ثبوت پر کوئی شہادت ہے؟

جہانتک کتاب وسنت و عمل درآمد زمانہ حضرت رسالت کو تفحص کیا جاتا ہے۔ ان باتون کا کہین پتہ نہین لگتا۔ بلکہ بعض باتون کا تو کتاب وسنت مین صریح خلاف پایا جاتا ہے یہہ مضمون ان سب باتون کی تفصیل کا محل نہین ہے۔ اسلیئے بطور تمثیل بعض باتون کا خلاف شریعت ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) یہ جو کہا گیا ہے کہ پیر مرید عورت کا محرم ہو جاتا ہے۔ اور بنا برعلیہ پیر بوقت بیعت مریدنی کے ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہین اور اونکو خلوت مین لیجا کر ان سے خدمت کراتے اور سبق پڑھاتے ہین۔ بہت احادیث و آیات کے صریح مخالف ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو سبھی مسلمان مرد و عورتون کے حقیقی مرشد اور واقعی پیر ہین جب کسی عورت سے بیعت لیتے تو ہاتھ سے ہاتھ نہ ملاتے۔ اور نہ کبھی اُنسے خلوت کرتے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کرنیوالی عورتون کا اس ارشاد خداوندی سے۔ کہ اے نبی ص جب تیرے پاس عورتین اِن باتون پر بیعت کرنے کو آوین کہ شرک نکرینگی اور زنا اور قتل اولاد نکرینگی اور کسی پر تہمت نرکھین گی۔ اور اچھی بات مین تیرے حکم کا خلاف نکرینگے تو اون سے

عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يمتحن من هاجر اليه من المؤمنات بهذه الآية بقول الله تعالى يا ايها النبي اذا جاءك المؤمنات يبايعنك الى قوله

عنفور رحیم قال عروۃ قالت عائشہ رضی فمن اقرا بهذا الشرط من المؤمنات قال لها رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قد بایعتک کلاما و الله ما مست یدہ ید امرأۃ قط فی المبایعة ما یبایعهن الا بقوله قد بایعتک علی ذلک رواہ البخاری صفحہ ۷۲۶۔

بیعت لی لی) امتحان کرتے پس جو عورت اس شرط کی مقر ہوتی اسی (صرف زبانی) فرما دیتے کہ ہمنے تیری بیعت لی - خدا کی قسم ہے (بی بی عائشہ رضی کہتے ہین) کسی عورت کے ہاتھہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہاتھہ نہین لگایا اور بجز اس زبانی بات کے کہ مینے تجھہ سے بیعت لی کبھی بیعت نہین کی -

(۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اعتکاف مین تھے آپ کے حرم محترم حضرت صفیہ آپ کی زیارت کو

عن علی بن حسین ان صفية زوج النبی صلعم اخبرته انها جاءت الی رسول الله صلی الله علیه وسلم تزوره فی اعتکافه فی المسجد فی العشر الاواخر من رمضان فتحدثت عنده ساعة ثم قامت تنقلب فقام النبی صلی الله علیه وسلم معها یقلبها حتی اذا بلغت باب المسجد عند باب ام سلمة مر رجلان من الانصار فسلما علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال لهما النبی صلی الله علیه وسلم علی رسلکما انما هی صفية بنت حیی فقالا سبحان الله یا رسول الله وکبر علیهما فقال النبی صلعم ان الشیطان یبلغ من الانسان مبلغ الدم وانی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شیئا بخاری صفحہ ۲۷۲۔

آئین - جب آپ انکی رخصت کے وقت مسجد کے دروازہ تک تشریف لیگئے تو دو انصاری [illegible] انصار سے ملے - آپنے اونکو یہہ فرما دیا کہ یہہ صفیہ ہے - انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ سبحان اللہ (یعنی کیا ہم آپکے پاس اجنبی عورت کے آنے کا گمان کر سکتے ہین؟) - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کے اندر خون کی جگہہ پہنچ جاتا ہے - مین ڈرا کہ شیطان تمہارے دل مین کچھہ خیال بد ڈال دے -

(۳) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضی رضی کو (جو بہت سے مومن عورتون کے اصلی معنے

کو مرشد و رہبر تھے) ارشاد فرمایا کہ اے علی اگر تیری ایک نظر کسی اجنبی عورت پر پڑ جاوے تو دوسری نگاہ اسپر نکرو۔ اور حضرت جریر بن عبد اللہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اجنبی عورت پر ناگہان نظر پڑجانے کا حکم پوچھا تو آپ نے نظر کو پھیر لینے کا حکم دیا۔

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی لا تتبع النظرۃ النظرۃ (رواہ احمد) وعن جریر بن عبد اللہ قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نظر الفجاءۃ فامرنی ان اصرف بصری۔ (رواہ مسلم)

اور اللہ تعالےٰ نے عام مرد اور عورتون کو جنمین پیر و مرید بھی داخل ہین ان عام الفاظ سے گناہون (۴) کے بچانے اور زینت کے چھپانے کا ارشاد کیا ہے۔ اے نبی مومنون کو کہدے کہ اپنی آنکھون کو (اجنبی عورتون پر نظر کرنے سے) بند رکھین اور اپنے شرم گاہون کو بچا کر رکھین۔ یہہ بہت پاکیزہ امر ہے اور اللہ تعالی جانتا ہے جو یہہ کرتے ہین۔

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون ۔

اور فرمایا مومن عورتون کو (بھی) کہدے۔ اپنی آنکھون کو (اجنبی مردون پر نظر کرنے سے) بند رکھین

اور اپنے شرمگاہون کو بچا کر رکھین۔ اور اپنی زینت (عمدہ اور اندرونی لباس زیور و سنگار) کو ظاہر نکرین۔ بجز اسکے جو ظاہری لباس ہے (اور وہ زینت و خوبصورت نہین ہے) اور اپنے گریبانون پہ اوڑھنیان ڈال لین۔ اور اپنی زینت بجز اپنے خاوندون یا باپون یا خاوندون کے باپون کے یا اپنے بیٹون یا خاوندون کے بیٹون کے یا اپنے بھائیون یا بھتیجون یا اپنی دین عورتون کے یا اپنے غلامون کے یا ان اتباع کے جنکو عورتون کی خواہش نہین ہوتی۔ یا ان (ہوشیار) لڑکون کے جنکو عورتون

وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او آبائھن او آباء بعولتھن او ابنائھن او ابناء بعولتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی اخواتھن او نسائھن او ما ملکت ایمانھن والتابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال والطفل الذین لم یظھروا علی عورات النساء ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المؤمنون

لعلکم تفلحون (سورہ نور ع ۴) چھپی باتون پر ہنوز اطلاع نہین کسی پر ظاہر کرین

اور اپنا پاؤن زمین پر مار کر نہ چلین تاکہ انکی چھپی زینت (خلخال وغیرہ) ظاہر ہو۔ سو مومنون اگر تمنے

یہہ کام کیئے ہین تو اب) سب کے سب توبہ کرو تاکہ تم چھٹکارا پاؤ۔

آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اجنبی عورت کی طرف نظر کرنا آنکھون کا زنا ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العینان زناھما النظر والاذنان زناھما الاستماع واللسان زناہ الکلام والید زناھا البطش والرجل زناھا الخطا والقلب یھوی ویتمنی ویصدق ذلک الفرج ویکذبہ۔ (رواہ مسلم)

اجنبی کی بات باتین سننا کانون کا زنا ہے۔ اس سے بات کرنا زبان کا زنا ہے۔ ہاتھ لگانا ہاتھ کا زنا۔ اسکی طرف چلکر جانا پاؤن کا زنا اور دل مین خواہش اور شہوت ہوتی ہے آخر کو شرمگاہ ان سب زناؤن کو سچا کر دیتا ہے اگر شرمگاہ سے زنا واقع ہوگیا یا انکو جھوٹا کرتا ہے

اگر اس سے بچ کر سب سے تائب ہوا۔

ایسا ہی جو مریدی مین کہا گیا ہے سراسر مخالف شریعت ہے۔ جو خود گمراہ وہ دوسرے کا رہنما کیونکر ہو سکتا ہے ۔ اوخویشتن گم ست کرا رہبری کند۔ اللہ تعالی فرماتا ہے

افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا ان یھدی فما لکم کیف تحکمون (یونس ع ۹)

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم (بقرہ ع)

تو کہدے کہ جو حق کی طرف رہنمائی کرے وہ لائق اتباع ہے۔ یا خود راہ نہ پاوے جب تک اسکو کوئی راہ نہ بتادے ۔ اور یہہ بھی فرمادیا کہ کیا تم لوگون کو اچھی باتون کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بہلاتے ہو۔

اور حدیث شریف مین ایسے شخص کے حق مین جو اورون کو اچھی بات کہے اور خود اس سے نہ بچے سخت وعید وارد ہے۔ اور یہہ کہنا کہ اولیا اللہ کو پابندی شریعت اور تکلیف عبادت معاف ہے سخت کفر و الحاد ہے۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین

+ دیکھو شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۴۳

فرماتے ہین کہ بندہ جبتک عقل و ہوش مین رہتا ہے وہ ایسے مقام مین کبھی نہین پہنچتا جسمین اس سے

ان العبد مادام عاقلا بالغا لا یصل الی مقام یسقط عنه الامر والنهی لقوله تعالی واعبد ربك حتی یاتیك الیقین فقد اجمع المفسرون علی ان المراد به الموت وذهب بعض اهل الاباحة الی ان العبد اذا بلغ غایة المحبة وصفا قلبه عن الغفلة واختار الایمان علی الکفر سقط عنه الامر والنهی ولا یدخله الله النار بارتکاب الکبائر وذهب بعضهم الی انه یسقط عنه العبادات [illegible] تحسین الاخلاق الباطنة وهذا کفر و زندقة وضلالة وجهالة (شرح فقه اکبر)

امر و نہی اوٹھ جاوے - کیونکہ خدا تعالی نے قرآن مین فرمادیا کہ خدا کو یہانتک پوجتے رہو کہ تمکو موت آجاوے - اس آیت مین لفظ یقین سے باتفاق مفسرین موت مراد ہے - بعض قائلین اباحت یہہ کہتے ہین کہ جب بندہ کمال محبت کو پہنچتا ہے - اور اسکا دل غفلت سے پاک ہوجاتا ہے اور وہ کفر سے ایمان کو مقدم کرلیتا ہے تو اس سے امر و نہی ساقط ہوجاتا ہے پھر اسکو خدا کبیرہ گناہون کے سبب عذاب مین داخل نہین کرتا - [illegible] سے ظاہری عبادتین ساقط ہوجاتی ہین - اور اوسکی عبادت فکر اور اخلاق کو درست کرنا ہوجاتی ہے -

یہہ باتین کفر و جہپی مرتد ہونا اور گمراہی و جہالت ہے -

ایسا ہی بہت سے علما خصوصًا اجلہ صوفیہ نے فرمایا ہے **امام حجۃ الاسلام غزالی** رح نے ایسے شخص کو جو اولیا کو عبادت و تکالیف شرعیہ سے بری سمجھتا ہے تمام کافرون سے بدتر کہا ہے -

حضرت **شیخ عبد القادر جیلانی** رح نے فرمایا ہے کسی مومن کو کسی حال

المقالة الاولی لا بد لکل مؤمن فی سائر احواله عن ثلثة اشیاء امر یمتثله ونهی یجتنبه وقدر یرضی به الی ان قال فیتهنا الوصول الی الله عز وجل

مین خدا کے حکم بجا لانے اور اوس کی نہی سے بچنے اور اوس کی تقدیر پر راضی رہنے سے چارہ نہین اور فرمایا کہ خدا کی طرف

عن الخلق والھوی والارادۃ والتمنی و الثبوت مع فعلہ وارادتہ من غیران یکون منک حرکۃ تیک ولا فی خلقہ بک بل بحکمہ وفعلہ (فتوح الغیب مقالہ ۱۷)

واصل ہوجانیکے یہہ معنے ہین - کہ تو مخلوق اور خواہش نفس اور ارادہ سے باہر ہوجاے خدا کے امر و نہی کی متابعت مین رہے - اس مین تو اپنی کچھہ حرکت نکرے -

قال ابوالقاسم الجنید علمنا ھذا مقید بالکتاب والسنۃ فمن لم یقرأ القرآن ولم یکتب الحدیث لایصلح لہ ان یتکلم فی علمنا ولا یقتدی بہ (الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطن)

حضرت **جنید بغدادی** نے فرمایا ہے کہ ہمارا علم سلوک کتاب اللہ سے مقید ہے جو کتاب اللہ و سنت نہ جانتا ہو اوسکو لائق نہین ہے کہ اس علم مین کچھہ بولے یا ہمارا اسمین اقتدا کرے -

خداوند تعالی نے اپنے اولیا کی صفت مین خود فرمایا کہ خدا کے ولی وہ ہین جو خدا پر

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاھم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون ۝

ایمان لائے ہین - اور متقی ہین یعنی اسکے گناہون سے بچتے ہین -

حدیث قدسی مین آیا ہے کہ خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ میرا بندہ میری طرف نوافل سے

ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا فبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی یمشی - (صحیح البخاری)

قرب حاصل کرتا ہے یہانتک کہ مین اسکو دوست رکھتا ہون جب مین اُسکو دوست رکھتا ہون اسکا کان جس سے سنتا ہے نگاہ جس سے دیکھتا ہے ہاتھہ جس سے وہ پکڑتا ہے پاؤن جس سے وہ چلتا ہے - مین ہوجاتا ہون وہ میرے ساتھہ چلتا ہے میرے ساتھہ دیکھتا ہے میرے ساتھہ پکڑتا ہی - میرے ساتھہ سُنتا ہی یعنی اسکے کان آنکھہ ہاتھہ پاؤن سب میرے حکم و رضا کی تابع ہوجاتے ہین -

ان نصوص کے لحاظ سے علماء اسلام نے کہا ہے کہ ولی وہ شخص ہے جو طاعت

الولی من واظب على الطاعات ولم يرتكب شيئاً من المحرمات

(شرح فقه اكبر)

وتجد كثيرا من هؤلاء عمدتهم في اعتقادهم كونه ولی الله انه قد صدر عنه مكاشفة في بعض الامور او بعض الخوارق للعادة مثل ان يشير الى شخص فيموت او ان يطير في الهوى الى مكة او الى غيرها او ان يمشي على الماء احيانا او يملأ ابريقا من الهوى او ينفق بعض الاوقات من الغيب او ان يختفي بعض الاحيان من اعين الناس او ان بعض الناس استغاث به وهو غائب او ميت فرآه قد جاء فقضى حاجته او يخبر الناس بما سرق لهم او بحال غائب لهم او مريض او نحو ذلك من الامور وليس في شيء من هذه الامور ما يدل على ان صاحبها ولی الله بل قد اتفق اولياء الله على ان الرجل لو طار في الهوى او مشى على الماء لم يعتبر به ما لم ينظر متابعته لرسول الله صلى الله عليه وسلم وموافقته لامره ونهيه وكرامات الاولياء اعظم من هذه الامور وهذه الامور وان كان قد يكون صاحبها وليا لله فقد يكون عدوا لله فان هذه الخوارق تكون لكثير من الكفار والمشركين ؛ (الفرقان)

پر جما رہے - اور کچھ گناہ نکرے -

اور کہا ہے کہ جو شخص ہوا مین اڑے اور پانی پر سے کے پاؤن چلا جاوے اور ایسے ہی خوارق ظاہر کرے پر وہ امر و نہی کا پابند نہو تو وہ خدا کا ولی نہین ہے - اور اس کے یہہ افعال کرامات نہین ایسے افعال خدا کے منکرون اور کافرون سے بھی سرزد ہو جاتے ہین جو استدراج کہلاتے ہین -

بقیہ نمبر ۱ (۱ سے ۷ تک) مین جو لکھا گیا - اسمین ہم اسمقام مین اس سے زیادہ نہین کہنا چاہتے کہ حدیث بیعت یا اور کسی حدیث و آیت مین ان قیود و لوازم کے وجود پر کوئی دلیل نہین ہے اگر ہوتی تو دونو فریقین مثبتین و نافین کی مصنفات ہمارے پیش چشم ہین - ہم مثبتین کی تصانیف مین ان باتون کا کوئی ثبوت نہین پاتے کہ ایک سے زیادہ پیر کی بیعت نہ کیجاوے - باپ پیر ہو تو بیٹا کو اسکی جگہہ پیری کی گدی پر بٹھایا جاوے اگر اس سے بڑھکر ان پیر کے صحبتیون سے لائق

و فائق صاحب ارشاد و ہدایت موجود ہون) و علی ہذا القیاس۔ اس باب مین ہم بمقام خصوصیت خطاب
موحدین مین کچھ کہینگے۔ یہان یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان قیود کا جو نمبر ا سے ۲ تک بیان
ہوئی ہین حدیث بیعت یا کسی اور حدیث و آیت مین ثبوت نہین ہے۔ تو تم ان قیود کی
تجویز و ترویج پر کیا فتوی لگاتے ہو۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ جو شخص ان قیود کو دین سمجھے
یا امور دین کی طرح انکی محافظت و التزام کرے اور انکی ترک پہ ملامت و انکار عمل مین لاوے
اس نے دین مین ایک نئی بات نکالی جو اسمین نہ تھی اور جو انکو دین نہ سمجھے عارضی عذرون و
ضرورتون کے سبب انکی رعایت و محافظت کرے جیسے کسی شخص کو دیندار و پرہیزگار
ایک ہی شخص نظر و میسر آیا ہے اسلیئے اسنے اسکی بیعت کی ہے۔ اور وہ اسکی طرف منسوب
ہونے اور اسکا مرید کہلانے کو داخل دین نہین سمجھتا۔ صرف پہچان کے لیے (جیسے ہندی
عربی حنفی شافعی کہلاتا ہے ویسا ہی چشتی یا قادری کہلاتا ہے۔ اس شخص پر ان قیود کے
اختیار کرنے مین [illegible] ہے کہ
صالحین و متشرعین مشائخ طرق نے جو ان قیود کا لحاظ کیا ہے وہ اسی صورت سے کیا ہے
اس باب مین جو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے فرمایا ہے (جو مضمون القاب مذہبی مین
(بصفحہ نمبر ۱۳۱) ان سے منقول ہو چکا ہے) وہ مثبتین و نافین دونون کے تسلیم کے لائق
ہے۔ ایسا ہی اونہون نے صوفیہ کے اور خصوصیات کی نسبت فرمایا ہے جو اسمقام مین
نقل کرنا فائدہ سے خالی نہین ہے۔ آپ بصفحہ ۲۴ کتاب ایضاح الحق
مین فرماتے ہین۔ تعیین اوراد و اذکار و ریاضات و خلوات و اربعینات و نوافل عبادات
و تعیین اوضاع اذکار از جہر و اخفا و ضربات و اعداد و مراقبات برزخیہ و التزام طاعات شاقہ
ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ ہست بہ نسبت اکثر طلاب کہ آن را اصل کمال شرعی یا از مکملات مے
دانند اما بہ نسبت خواص کہ آن را محض از قبیل وسائل دانستہ در تعلیم و ترویج آن سعی میکنند
پس از قبیل بدعات حکمیہ باشد آری اخص الخواص کہ محض بنا بر ہدایت چندی از اغبیا کہ نفوس

ایشان در مرتبہ قصوی از غباوت یا عصیان واقع شدہ اند اگر تعلیم امور مذکورہ کردہ باشند

وایشان را بنمایش این باغ سبز بسوی دام الطاعت حق کشیدہ باشند وصرف بنا بر اصلاح

استعداد ناقصہ ایشان بقدر حاجت و ضرورت بطور وسائل بے التزام وترویج واہتمام بکار

بردہ باشند ووقت حصول مقصود آن را ترک دادہ باشند پس ہر چند تعلیم امور مذکورہ

کہ از ایشان در بعضی احیان بہ نسبت بعضے اذہان بحسب اتفاق ورعایت مصلحت وقت

بوجود آمدہ بہ نسبت ایشان از قبیل بدعات نباشد - اما کلام درین مقام در اکثر اہل زمان ست

کہ آن مثل شریعت مستمرہ وطریقہ مسلوکہ می شناسند" - یہہ مثبتین کی خدمت مین التماس ہے

اب نافین کی خدمت مین گذارش کی جاتی ہے کہ جو آفات وبدعات و

منکرات اس بیعت وپیری ومریدی سے عموماً عالم مین پیدا ہو رہی ہین - انکی برائی مین کیا شک

ہے - ؟ مگر بلحاظ ان آفات وبدنتایج کے تمہہ نہین پہنچتا کہ ہم اصل بیعت کو ملیا تیل کردین

[illegible] ان آفات ومنکرات کے

عمل مین لانے کا گمان بد کرین -

امر اول (یعنے بیعت کو ملیا تیل نکرنے) کی وجہ یہہ ہے کہ بیعت تو بہ نص قرآن وعمل حضرت

رسالت صلعم مشروع ومسنون ہو چکی ہے - اور ایک امر مشروع ومسنون کا ازالہ وابطال بلحاظ

نتایج ومقتضاء تبدل علل واسباب جائز نہین ہے

ثبوت مقدمہ اولیٰ (بیعت کے مشروع ومسنون ہونے) پر بہت سی آیات واحادیث

کی شہادت پائی جاتی ہے مگر اس مقام مین از انجملہ ایک آیت اور ایک حدیث کے ذکر پر

اکتفا کیا جاتا ہے -

خداوند تعالی سورہ **ممتحنہ** مین فرماتا ہے ای نبی جب تیرے پاس مومن عورتین ان باتون

یا ایہا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک علی

ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین

پر کہ شرک نکرینگی چوری نکرینگی زنا نکرینگی اپنی اولاد

کو نہ مارین گی بہتان نہ لائین گی جسکو اپنے ہاتھون

ولا یقتلن اولادھن ولا یأتین ببھتان یفترینه بین ایدیھن وارجلھن ولا یعصینك فی معروف فبایعھن واستغفر لھن الله ان الله غفور رحیم (ممتحنه ع ۲)

اور پاؤن کے بیچ سے ناحق نکالین اور اچھی باتون مین تیری نافرمانی نکرین گے تجھسے بیعت کرنیکو آوین تو اون سے بیعت لے اور انکے لیئے خدا سے بخشش مانگ خدا بخشش کرنیوالا مہربان ہے۔

عامہ تفاسیر مین لکہا ہے کہ اس آیت کے موافق آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتون سے فتح مکہ کے دن بیعت کی۔ امام **ابن الجوزی** نے فرمایا ہے کہ اُسدن جن عورتون نے

قال ابن الجوزي وجملة من احصي من المبايعات اذ ذاك اربعمائة وخمسون امرأة ولم يصافح في البيعة امرأة وانما بايعهن بالكلام بهذه الآية۔ [تفسیر ابن کثیر]

نے بیعت کی ہے اُنکی تعداد چار سو پچاس ۴۵۰ ہوئی ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے زبانی اقرار لیا ہاتہ سے ہاتہ نہین ملایا۔

صحیح **بخاری** مین عبادہ بن صامت رض سے حدیث ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم

ان عبادة بن الصامت [illegible] وهو احد النقباء ليلة العقبة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال وحوله عصابة من اصحابه بايعوني على ان لا تشركوا بالله شيئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادكم ولا تأتوا ببهتان تفترونه بين ايديكم وارجلكم ولا تعصوا في معروف فمن وفى منكم فاجره على الله ومن اصاب من ذلك شيئا فعوقب في الدنيا فهو كفارة له ومن اصاب من ذلك شيئا ثم ستره الله فهو الى الله ان شاء عفا عنه وان شاء عاقبه فبايعناه

[illegible] تم اس بات پر مجھ سے ان باتون پر کہ خدا سے شرک نکرو زنا نکرو اور اولاد کو قتل نکرو بہتان نہ باندہو جسکو اپنے جی سے بناؤ اچھی بات مین نافرمانی نکرو بیعت کرو پہر جسنے اس بیعت پر وفا کیا اسکا اجر خدا پر رہا۔ جو ان کامون سے کسی کام کا مرتکب ہوا۔ اور اوسکو دنیا مین اسپر عذاب ہوا تو وہ اسکا کفارہ ہوگیا۔ اور جسنے کوئی ایسا کام کیا پہر خدا نے اسپر پردہ ڈالدیا تو وہ خدا کی سپرد ہے چاہے معاف کرے چاہے اسپر عذاب کرے۔ پس ہمنے (عبادہ

علی ذلک ۔ (صحیح بخاری ص۷)	بن صامت کہتے ہین) آپ سے ان باتون

پر بیعت کی ۔

ان آیات واحادیث سے بیعت توبہ کی مشروعیت تو صاف ثابت ہے ۔ مگر انکے جواب مین فریق ثانی سے بعض تو یہہ کہتے ہین ۔ کہ یہہ وہ بیعت نہین ہے جو صوفیون نے نکالی ہے ۔ اور ان مین مروج ہے ۔ انکے جواب مین ہم اس سے زیادہ کچھہ نہین کہہ سکتے ہین ۔ کہ گو بعض صوفیون نے اس بیعت پر بہت کچھہ زیادتیان کی ہین ۔ اور بعض نے تو اسکی صورت ہی بدل دی ہے ۔ مگر بعض صوفیون مین صرف اسی قدر ثابت ومسنون کا ہی رواج ہے ۔ آؤ اسی کو مانو قدر زائد کو جانے دو ۔ اور خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل کرو بعض ان آیات واحادیث کے جواب مین یہہ کہتے ہین کہ جس بیعت کا ان آیات واحادیث مین ذکر ہے وہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص اور آپ کا خاصہ ہے عموماً مشروع نہین ہے ۔ اور یہہ بھی وہ کہتے ہین کہ مشروع تھی [illegible] نہ بطور مباحثہ) ہم کہتے ہین اولاً یہہ دونون دعوی (دعوی نسخ ودعوی خصوصیت) ایسے متنافی وباہم متخالف دعوے ہین کہ ایکدوسرے کا جواب ہوسکتا ہے ۔ دعوی نسخ دعوی خصوصیت کا یون جواب ہوسکتا ہے ۔ کہ منسوخ کہنا سابق مشروعیت عام کا اقرار کرنا ہے کیونکہ جو امر عموماً مشروع نہو وہ عموماً منسوخ نہین ہوسکتا ۔ اور یہہ عین دعوی خصوصیت کا ابطال اور صاف اقبال ہے کہ وہ امر جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص کہا گیا ہے آنحضرت صلعم سے مخصوص نہ تھا بلکہ عام تھا ۔

دعوی خصوصیت دعوی نسخ کا یون جواب ہوسکتا ہے کہ ایک فعل کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص کہنا اسکے عام مشروعیت سے انکار کرنا ہے ۔ اور یہہ اسکے عین عدم منسوخیت کا اقرار کرنا ہے ۔ منسوخ وہ تب ہوتا ۔ جب اُسکو عام مشروع مانا جاتا ۔ اور خاص آنحضرت صلعم کے حق مین تو اسکے نسخ کا دعوی ہی نہین کیا گیا ۔ عام لوگون کے حق مین منسوخ بتایا گیا ہے ۔

میرے بہائی ثانی انصاف کرین تو اسی اپنے تناقض کے سبب اپنے دعاوے سے دست بردار ہو جاوین - اور ایک دعوی کو دوسرے کا جواب سمجھ لین **ثانیاً** اس دعوی نسخ وخصوصیت پر کوئی دلیل قائم نہین ہوئی - اور باتفاق اُمت محمدیہ جبتک کسی امر مشروع کے نسخ وخصوصیت پر کوئی دلیل ثابت ہو - اسکی عام مشروعیت سے انکار کرنا اور اُسکو مخصوص یا منسوخ کہنا جائز نہین ہے - مدعی نسخ وخصوصیت اپنے مخالف کو یہہ نہین کہہ سکتا کہ عدم نسخ وعدم خصوصیت پر وہ کوئی دلیل پیش کرے - اس لیئے کہ باتفاق علماء اسلام بلکہ سائر ادیان اصل نصوص شرعیہ مین عدم نسخ ہے - اور نسخ ایک امر عارضی وطاری ہے جسکا ثبوت دلیل پر موقوف ہے ایسا ہی عدم خصوصیت احکام شرعیہ مین اصل ہر کسی امر کی خصوصیت ثابت ہونے کے لیئے دلیل مستقل کا ہونا ضروری ہے چنانچہ **قسطلانی وغیرہ** علماء نے بتصریح بہت جگہہ اپنی تصانیف مین بیان کیا ہے کہ عدم خصوصیت اصل ہے اور خصوصیت دلیل سے ثابت ہوتی ہے -

الاصل عدم الخصوصية (قسطلانی ص ۲۳ ج ۵)
الخصوصية لا تثبت الا بالدليل (... ص ۹۶ ج ۱)

الحاصل اس باب مین بار ثبوت مدعی نسخ وخصوصیت پر ہے - مدعی عدم نسخ وعدم خصوصیت کیلیئے کسی امر مین ورود نص کافی دلیل ہے - فریق ثانی ہمارے ان قواعد کو مانتے ہین - اسلیئے وہ اپنے دعاوے نسخ وخصوصیت پر کچھہ کچھہ دلائل پیش کرتے ہین -

انکی عمدہ اور قوی **دلیل** (جس سے وہ کبہی نسخ نکالتے ہین کبہی خصوصیت ثابت کرتے ہین) یہہ ہے - کہ یہہ بیعت توبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوای خلفاء راشدین وغیرہ صحابہ وتابعین نے نہین کی

ایک دلیل ان کی (جس سے وہ صرف خصوصیت نکالتے ہین) یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو اپنے اس فعل کی ترغیب نہین دلائی - اور اس باب مین قولی حدیث نہین آئی جسمین یہہ بیان ہو کہ خلفاء راشدین وغیرہ صالحین لوگون سے بیعت توبہ لیا کرین -

یہہ دلیل تو محض نکمّی ہے چندان لائق بحث وجواب نہین ہے - کیونکہ اس دلیل کی

بنا ان اصول پر یہہ ہے کہ فعل نبوی لائق اقتدا نہین جب تک کہ اسکے ساتھہ قول بھی شاہد و مؤید نہو سُنت نبوی (جو واجب الاتباع ہے) کی تقسیم قولی۔ فعلی۔ تقریری بھی عبث ہے۔ اور یہہ اصول کافہ علماء اسلام محدثین و اصولیین کے مخالف ہین۔ اور صریح نصوص کتاب و سنت اسکے مکذب ہین۔

پہلی دلیل کا جواب فریق مثبت یہہ دیتا ہے کہ خاص بیعت توبہ و تقوے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین نے بھی لی ہے۔ یہہ جواب صحیح ہو تو پھر کوئی جھگڑا باقی نہین رہتا۔ مگر مین اس جواب کو صحیح نہین سمجہتا چنانچہ بمقام خطاء مصدین اسکی تفصیل کرونگا۔ اس لیئے میرے نزدیک اسکا جواب یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے قول یا فعل ثابت ہو جانیکے بعد ہمکو اس امر کی حاجت نہین ہے۔ کہ ہم اسکے موافق کسی کا عمل تلاش کرین آنحضرت صلعم کا قول و فعل بنفس خود حجت ہے۔ جو امر آنحضرت صلعم کے قول یا فعل سے ثابت ہو۔ جبتک کوئی [illegible] اسکے نسخ و خصوصیت پر قائم نہو وہ واجب العمل ہے۔ گو اسپر عمل کرنیوالہ مشرق و مغرب مین کوئی نظر نہ آوے اور ہمکو وہ متروک و مہجور معلوم ہو۔ اسمین ہمکو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ نفس الامر مین ضرور کوئی نہ کوئی اس سنت کا قائل و عامل ہوگا گو ہمکو اس کا علم نہین۔

امام نووی نے **شرح مسلم** مین حدیث صیام ستہ شوال کی شرح مین فرمایا ہے۔

و دلیل الشافعی و موافقیہ ھذا الحدیث الصحیح الصریح و اذا ثبت السنۃ لا تترک لترک بعض الناس او اکثرہم او کلہم (شرح مسلم)	امام شافعی اور اسکے ہم خیالون سے۔ (جو صیام ستہ شوال کے قائل ہین) یہہ حدیث دلیل ہے اور جب حدیث صحیح ہو تو اسکو بعض لوگون یا تمام لوگون کے ترک کر دینے سے چھوڑا نجاوے

اور حافظ **ابن القیم** نے فرمایا ہے۔ چنانچہ **ایقاظ** مین منقول ہے کہ متابعت خالصہ اسکا نام ہے کہ آن حضرت صلعم

ان تجرید المتابعۃ ان لا یقدم علی ما جاء	کے بات پر کسی کی بات اور رای کو مقدم نکیا جاوے

به الرسول صلی الله علیه وسلم قول احد ولا رأیه کائنا من کان وما کان بل ینظر فی صحة الحدیث اولا فاذا صح نظر فی معناه ثانیا فاذا تبین له لم یعدل عنه ولو خالفه من بین المشرق والمغرب ومعاذ الله ان یتفق الامة علی ترک ما جاء به نبینا صلی الله علیه وسلم بل لا بد ان یکون فی الامة من قال به ولو خفی علیک فلا تجعل جهلک بالقائل به حجة علی الله تعالی ورسوله صلی الله علیه وسلم فی ترکه بل اذهب الی النص ولا تضعف [illegible] قائل قطعا ولکن لم یصل الیک علم هذا مع حفظ مراتب العلماء وموالاتهم واعتقاد حرمتهم وامانتهم واجتهادهم فی حفظ الدین وضبطه۔ (ایقاظ)

کوئی بات ہو۔ اور کیسی ہی ہو۔ بلکہ پہلے صحت حدیث کو دیکھا جاوے پھر اگر صحیح ہو تو اُسکے معنے کو خیال کیا جائے۔ جب وہ معلوم ہو چکے تو اس سے عدول نکیا جاوے۔ اگرچہ مشرق سے مغرب تک کے لوگ اسکے مخالف ہوں۔ اور خدا کی پناہ ہے کہ تمام امت ترک حدیث پر اتفاق کر لے۔ یہ کبھی نہو گا۔ بلکہ کوئی نہ کوئی امت میں اسکا قائل ہوگا۔ اگرچہ تجھپر اُسکا حال چھپا رہا۔ اور تیرا نہ جاننا اس قائل کو اللہ کے سامنے اس حدیث کے ترک کرنیمیں سند نہیں ہو سکتا۔ [illegible] جان لے کہ کوئی نہ کوئی اسکا قائل ہوگا۔ اگرچہ تجھے اُسکا علم نہیں۔ اور باوجود تیرے اس عمل بالحدیث و ترک اقوال علماء کے ان علماء کی محبت و تعظیم مراتب اور انکی امانت و اجتہاد کا اعتقاد دور نہیں ہوتا۔

اسکے مقابلہ میں فریق ثانی یہہ کہتا ہے۔ کہ اصول حدیث میں کسی حدیث کے خلاف جو اجماع پایا جانا اسکے منسوخ ہونیکی دلیل سمجھا گیا ہے۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ بات اس اجماع کی نسبت کہی گئی ہے۔ جو واقعی اجماع ہو۔ اور سند صحیح سے ثابت ہو۔ نہ ادعائی اور خیالی اجماع کی نسبت جسکا ہر کوئی محض اپنی لاعلمی سے مدعی ہو جاتا ہے۔ وہ جب کسی اپنے خیالی مسئلہ کی نسبت اپنے خیال کے مخالف کسیکو نہیں پاتا تو جھٹ اس مسئلہ میں کہدیتا ہے لم ادر فیه خلافا فصار اجماعا۔ یعنی اس مسئلہ میں کسی کا خلاف نہیں پایا پس یہہ اجماع ہو گیا۔ ایسے دعوی

اجماع کو قائل کی لا علمی کی دلیل سمجھا جاتا ہے۔ نسخ حدیث کی دلیل اسکو کوئی محدث و اصولی نہین سمجھتا۔ **حافظ ابن القیم** نے **اعلام الموقعین** مین کہا ہے (چنانچہ صالح بن محمد فلانی نے ان سے نقل کیا ہے) امام احمد کے فتوے پانچ اصول پر مبنی ہین۔ ایک نصوص۔ ان کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی نص (آیت یا حدیث) کسی مسئلہ مین پالیتے تو اسکے موافق فتوے دیتے۔ اور اسکے مخالف قول اور اسکے قائل کیطرف کچھ التفات نکرتے۔ خواہ کوئی ہو۔ اور کیسی ہی بات اسنے کہی ہو۔ اسکے بعد حافظ ابن القیم نے چند مثالین (جنمین امام احمد نے اجلہ صحابہ (خلفا راشدین [illegible] کا لحاظ نہین کیا۔ اور حدیث کے موافق فتوے دیا ہے ذکر کین۔ اسکے بعد فرمایا ہے۔ امام احمد حدیث صحیح پر کسی عمل اور رای و قیاس کو مقدم نکرتے۔ اور نہ کسی صحابی کے قول کو اور نہ کسی کے عدم علم مخالف کو جسکا بہت لوگ اجماع نام رکھ لیتے اور اسکو حدیث صحیح پر مقدم کرتے ہین امام احمد نے اس شخص کو جو ایسے اجماع کا دعوے کرے اور اسکو حدیث صحیح پر مقدم کرنے سے باز نہ آوے جھوٹا کہا ہے۔ ایسا ہی امام شافعی اپنے رسالہ جدیدہ مین بتصریح بیان کیا ہے۔ کہ اگر اسمین

وكانت فتواه رضي الله عنه الامام احمد مبنية على اصول خمسة احدها النصوص فاذا وجد النص اي الكتاب والسنة افتى بموجبه ولم يلتفت الى ما خالفه ولا من خالفه كائنا من كان الى ان ذكر امثلة لذلك ثم قال ولم يكن يقدم على الحديث الصحيح عملا ولا رأيا ولا قياسا ولا قول صاحب ولا عدم علمه بالمخالف الذي يسميه كثير من الناس اجماعا [illegible] على الحديث الصحيح [illegible] قد كذب احمد من ادعى الاجماع ولم يسوغ تقديمه على الحديث الثابت وكذلك الشافعي ايضا نص في رسالته الجديدة على ان ما لم يعلم فيه الخلاف لا يقال له اجماع ولفظه ما لا يعلم فيه الخلاف فليس اجماعا وقال عبد الله بن احمد بن حنبل سمعت ابي يقول ما يدعي فيه الرجل الاجماع فهو كذب من ادعى الاجماع فهو كاذب لعل الناس اختلفوا ما يدريه ولم ينته اليه فليقل لا نعلم الناس اختلفوا هذه دعوى

بشر المریسی والاصم ولکن یقول ولکن لا نعلم
الناس اختلفوا ولم یبلغنی ذلک ھذا لفظہ
ونصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عند الامام احمد وسائر ائمة الحدیث اجل
من ان یقدم علیہا توھم اجماع مضمونہ
عدم العلم بالمخالف ولو ساغ تعطلت
النصوص وساغ لکل من لم یعلم مخالفا فی حکم
مسئلة ان یقدم جہلہ بالمخالف علی النصوص
فھذا ھو الذی انکرہ الامام احمد والشافعی
من دعوی الاجماع لا ما یظنہ بعض الناس
انہ استبعاد لوجودہ - (اعلام)

کسی کو علماء کا اختلاف معلوم نہو - اسکو اجماع نہیں
کہا جاتا ہے - انکے بعینہ یہہ الفاظ ہین ولا نعلم
فیہ اختلافا فلیس اجماعا (جسکا ٹھیک ترجمہ وہ ہے
جو ہم بیان کر چکے ہین) امام احمد کے بیٹے عبد اللہ
نے کہا ہے - مینے اپنے باپ (امام احمد) سے سنا
آپ فرماتے جو ایسے اجماع کا دعوی کرتا ہے
وہ جھوٹا ہے - شاید لوگون کا اسمین اختلاف
ہو جسکا علم اسکو نہین پہنچا - اسکو یون بولنا چاہیے
مجھے معلوم نہین - کہ لوگون کا اسمین اختلاف
ہے یہہ بشر مریسی اور اصم کا دعوی ہے - ولیکن
[illegible]

معلوم نہین ہے - یہہ امام احمد کے الفاظ ہین - اور انکے اور باقی سبھی اماموں کے نزدیک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے بلند تر ہے - کہ اسپر اجماع کے وہم وگمان کو جسکا مضمون صرف
مخالف کے حال سے لاعلمی ہے مقدم کیا جاوے - اگر یہہ امر جائز ہو - تو احادیث بیکار ہو جاوین
اور ہر ایک کو جو کسی کو اپنے خیال کے مخالف نجانتا ہو یہہ جائز ہو جائے کہ اپنی لاعلمی کو حدیث
پر مقدم کرے - امام احمد اور شافعی نے اسی قسم کے اجماع کی تسلیم سے انکار کیا ہے - نہ یہہ کہ انہون
نے وجود اجماع کو بعید سمجھا ہے - جیسا کہ بعض لوگون کا خیال ہے -

امام ابن القیم فرماتے ہین (جنانچہ فلانی نے نقل کیا ہے) کہ جب یہہ طریق (لاعلمی کو

وحین نشأت ھذہ الطریقة
تولدت عنہا معارضة النصوص
بالاجماع المجہول وفتح باب دعواہ

اجماع بنا کر احادیث کے مقابلہ مین پیش کرنا) پیدا
ہوا - تو اس سے نامعلوم اجماعون سے احادیث کا
مقابلہ شروع ہوا - اور اس دعوی کا دروازہ کھلا

وصار من لم یعرف الخلاف من المقلدین اذا احتج علیہ بالقرآن و السنۃ قال ھذا خلاف الاجماع وھذا ھو الذی انکرہ ایمہ الاسلام وعابوا من کل ناحیۃ علی من ارتکبہ وکذبوا من ادعاہ - (ایقاظ)

جب مقلدین مذاہب کے سامنے قرآن و حدیث سے استدلال قائم ہوئے - تو وہ یہہ کہنے لگ گئے کہ یہہ حدیث تو اجماع کے مخالف ہے - یہی اجماع (خیالی و وہمی) ہے جس سے ایمہ اسلام نے انکار کیا ہے - اور ہر طرف سے اسکے دعوی کرنے والوں پر انہوں نے عیب لگایا - اور ان کو جھوٹا کیا ہے -

شاید اسپر **فریق** ثانی یہہ **اعتراض** کرے - کہ عدم نقل و عدم ثبوت کو تو علماء نے بہت مواضع میں سند ٹھہرایا ہے - اور بہت سے احکام کی مشروعیت کو اس عدم النقل کی دست آویز سے مٹایا ہے - (دور نجاؤ اپنے ہی اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۳ کو دیکھ لو - پھر تمنے عدم علم و [illegible] اسکا جواب یہہ ہے

کہ اولاً تو یہہ دعوی عدم نقل و عدم ثبوت اس شخص سے زیبا ہے - جو ائمہ نقل سے ہو - یا وہ جو جس زمانہ کا حال وہ بیان کرے اسکے قریب قریب ہو - جس شخص کو متون صحاح ہی عبور نہو اور وہ زمانہ صحابہ و تابعین سے بارہ سو برس پیچھے پیدا ہوا ہو اسکا یہہ کہنا کہ فلاں امر زمانہ صحابہ و تابعین میں ثابت نہیں کیونکر لائق سند ہے -

ثانیاً - اس عدم نقل کا اعتبار اُس محل میں ہے - جہاں صاحب شریعت سے کچھہ ثابت نہو اور ایک امر کی مشروعیت و عدم مشروعیت کا حال نص سے معلوم نہو - اس محل میں جب کوئی دلیل مشروعیت نہیں ملتی تو ناچار حکم براءۃ اصلیہ عدم اصلی اور عدم نقل اور عدم ثبوت کی طرف مراجعت کی جاتی ہے -

اور اسمقام میں (جہاں بحث ہے) تو نص صریح مشروعیت پر موجود ہے - اور جس محل سے ہمکو اسمقام میں بحث ہے ہمیں تو نص صریح ایک امر کی مشروعیت پر پائی جاتی ہے - اس امر کا ابطال و خلاف اس قاعدہ سے ثابت کرنا - اور اسپر عدم وجدان

وعدم نقل کو دلیل ٹھہرانا کب جائز ہے - یہان تو یہہ عدم نقل و عدم وجدان وعدم ثبوت ایک مثبت دلیل کے مقابل ہے - اور اسکے سفاد سنت کے برخلاف ہے - اسلیئے اس کا اعتبار جائز نہین ہے -

اس بات کو عام فہم طور پر یون بیان کیا جا سکتا ہے کہ علماء نے عدم نقل وعدم وجدان دلیل کا اعتبار تو کیا ہے - مگر اس محل مین جہان کوئی نص پائی نہ جاوے - اور اس باب مین کوئی حکم نص سے معلوم نہو - یہہ نہین کہا کہ کسی نص (قرآن وحدیث) پر عمل کرنا اس نص کے موافق کسی شخص کے عمل کرنے پر موقوف ہے - اور وہ عمل تلاش سے نہ ملے - تو یہہ نہ ملنا اسکے معدوم ہونے اور موجود نہونے پر کافی دلیل ہے - **بالجملہ** نص صریح کے خلاف اور مقابلہ مین عدم اصلی اور عدم نقل اور عدم وجدان - اور عدم ثبوت لائق اعتبار نہین ہے - **اس بات** کو ہی ہمارے نہایت ناقی سوچین - اور انصاف سے انہین غور کرین - تو اس سے ہی جھگڑا طے ہو سکتا ہے

اب میرے خیال مین اور نافین کی تصانیف مین ایسا کوئی عذر لائق لحاظ باقی نہین رہا - جس سے آیات واحادیث بیعت تو بہ سے بیعت کی سنیت ومشروعیت ثابت ہونے مین کوئی شبہ پیدا ہو سکے - یہہ مقدمہ **اولی** کا ثبوت ہے - اب **دوسری** مقدمہ کا ثبوت دیا جاتا ہے

مقدمہ ثانیہ (بلحاظ نتایج وبمقتضائی تبدل اسباب وعلل امر مشروع کو باطل نکردینے) کے ثبوت پر دلیل یہہ ہے - کہ اگر بلحاظ نتایج وبمقتضائی تبدل وعلل وسباب احکام مشروعہ باطل و بیکار کیا جاوے - تو شریعت محمدیہ مین کم سے کم ایک حکم الہی بھی باقی نہین رہتا - جو اس تعطل وتبدل کا معرض نہو - دور پنجاؤ نماز وروزہ ہی کو دیکھ لو - اس سے بھی باوجودیکہ یہہ عمدہ شعائر اسلام سے ہین بد نتائج پیدا ہو سکتے ہین - اور ہو رہے ہین -

بہت نمازی ہین جو نماز سے بجز نمایش وریا کچھہ مد نظر نہین رکھتے - جن کے حق مین

فویل للمصلین الذین ھم عن صلوتھم ساھون الذین ھم یرآؤن ویمنعون الماعون ؀

خدا تعالی نے فرمایا ہے اون نمازیون کے لیئے خرابی یا جہنم ہے جو اپنی نمازون سے غافل ہین اور ریا کرتے ہین۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بہت روزہ دار ایسے ہین جنکو اپنی روزہ سے بجز پیاس کچھ فائدہ

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کم من صائم لیس لہ من صیامہ الا الظمأ وکم من قائم لیس لہ من قیامہ الا السھر۔ (دارمی)

نہین ہوتا۔ اور بہتیرے قائم اللیل (نمازی) ایسے ہین۔ جنکو اپنے قیام سے بجز بیخوابی کچھ نہین پہنچتا۔

بہتیرے نمازی ایسے ہین جو نماز کو چوری و بدکاری کا ذریعہ بناتے ہین۔ مسجد مین اس لیئے جاتے ہین۔ کہ جب امام اور اوسکے مقتدی سجدہ کو جاوین۔ تب وہ لوگون کی جوتیان اور کپڑے اُٹھا کر لیجاوین۔ یا وہ مسجد مین جا کر کسی عورت کو جو نماز کے لیئے آوے یا مسجد کے کوئین سے پانی بھرنے جاوے دام مین لاوین۔ اور ان نتائج کی برائی مخفی نہین ہے۔

بہت نمازی ہین جو نماز کو بے طور۔ اور خراب کر کے پڑہتے ہین جسمین وہ کئی گناہون کے مرتکب ہوتے ہین جیسے وقت مکروہ مین پڑہنا۔ رکوع سجود ایسا جلد و ناتمام کرنا۔ جسکی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم صاف آچکا ہے کہ ایسی نماز نماز نہین ہے۔

پھر کیا ان بدنتائج اور خرابیون کے لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہین۔ کہ نماز پڑہنا۔ اور روزہ رکھنا موقوف کیا جاوے۔ کیونکہ لوگ اس سے بدنتائج نکالتے ہین۔ اور انکو ایسے طور پر ادا کرتے ہین جس طور سے وہ مشروع نہین ہین۔ مین نہین جانتا کوئی مسلمان ایسے امر کو تجویز کرے۔ اور بلحاظ ان نتائج و تبدل صورت نماز کے موقوفی نماز کا حکم دے۔

اسی نظر سے علماء اسلام صحابہ کرام وغیرہ عظام نے بہت مواضع مین احکام شرعیہ کو نہین بدلا۔ اور نہ اوٹھایا۔ باوجودیکہ ان احکام کا وہ حال نہ رہا تھا۔ جو ابتدا مشروعیت کیوقت انکا حال تھا۔ اور ان کا سبب مشروعیت۔ اور اسکا نتیجہ بھی بدل چکا تھا۔ اس کی

نظیرین بہت ہین - مگر ہم بخوف طوالت اس مقام مین دو مثالین کے ذکر پر اکتفار کرتے ہین -

اول مثال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہہ حکم ہے - کہ اگر عورتین جماعت کے لیئے مسجد مین جانا چاہین تو انکو نہ روکو - اس حکم کا سبب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا دین تھا - اور اسکا نتیجہ اسوقت کا امن تھا - زمانہ حضرت رسالت صلعم کے بعد نہ وہ سبب رہا - نہ وہ نتیجہ عورتون مین وہ بیدینی کی باتین مروج ہوگئین جو مسجدون مین جانے سے ان کو مانع تہین - اور مسجدون مین جانے سے نتیجہ فساد پیدا ہونے کا خوف پیدا ہوگیا - تب صحابہ کرام نے اس حکم کو بلحاظ اس بدنتیجہ کے اٹھا دیا - اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صاف فرمادیا کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود بذات شریف ہوتے اور عورتون کی ان باتون کو دیکہتے تو انکو مسجدون سے [illegible] بنی اسرائیل [illegible]

> لو ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رای ما احدثت النساء لمنعہن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل (مسلم [illegible])

صاحب دراسات نے کہا ہے - کہ اس قول سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جتایا ہے کہ ایک امر مسنون کو اسکی وجہ بدل جانے کے سبب اوٹھا دینا شارع ہی سے مخصوص ہے - اور یہہ اس حکم شرع کو منسوخ کرنا ہے اسپر آپ کے سواے اور کوئی شخص جرات نہین کرسکتا -

> افاذت ان الحکم بتبدیل السنۃ عند زوال العلۃ مخصوص بالشارع صلے اللہ علیہ وسلم وانہ فی معنی النسخ فلا یقدم علیہ احد (دراسات ص۵۹)

اس بیان کی زیادہ تفصیل بنقل احادیث و اقاویل ہم اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۲ مین کرچکے ہین - اس لیئے اسمقام مین اسکا اعادہ نہین کرتے - اور نہ یہہ ہماری عادت ہے -

دوسری مثال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حج مین رمل کرنے کا حکم ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (جب آپ حدیبیہ کے دوسرے سال مکہ مین عمرہ کرنے کو آئے اور مکہ مین مشرکین تھے) فرمایا کہ بوقت طواف رمل کرو - یعنی پہلوانون کی طرح اکڑ کر اور زور دکھا کر چلو -

اس حکم کی وجہ یہہ تہی - کہ مشرکین مکہ (جو انکو بنجار کے مارے ہوئے سمجہتے تہے) انکو حقارت سے نہ دیکہین - حضرت عمرؓ کا وقت آیا تو انہون نے فرمایا کہ اب ہمکو اس رمل سے

قال عمر وما لنا وللرمل انما كنا راءينا المشركين وقد اهلكهم الله ثم قال شيء صنعه رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا نحب ان نتركه (بخاری ص۲۱۸)	کیا کام ہے خدا نے مشرکین کو تو ہلاک ہی کر دیا ہے - پہر فرمایا یہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے ہم اسکو چہوڑنا پسند نہین کرتے

اس قول مین حضرت عمرؓ نے یہی جتایا ہے کہ گو اس حکم کا سبب اور نتیجہ جو بوقت مشروعیت اس حکم کے پایا گیا تہا - اب پایا نہین جاتا - مگر ہم اس حکم کو اس لحاظ سے بدل اور اوٹہا نہین سکتے - اس مثال کی تفصیل احادیث وادلہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۲ مین ہو چکی ہے - ان دو مثالون سے امید ہے ناظرین کو یقین ہوگا کہ نتایج و اسباب کی نظر سے احکام مشروعہ کو بدلانا یا [illegible] کی دلیل قائم و ثابت ہوئی

ابدہا جواب فریق ثانی کی اس بدگمانی کا کہ اکابر مشائخ و اولیاء اللہ بہی اس بدعیت مسنون پر نہ تہے - وہ بہی خطا کار دکاندار تہے - اور ان منکرات و زیادتیون کے مروج رہے جنکی برائی ثابت ہو چکی ہے - سو اسمقام مین ہم اس سے زیادہ نہین دے سکتے کہ یہہ عام بدگمانی بلا وجہ ہے ان مشائخ مین ایسے متبعین و متشرعین بہی گذرے ہین جو ان زیادتیون کے مروج نہین ہوئے - اور اگر کسی خاص شخص کے قول یا فعل مین کوئی امر زائد از سنت پایا جاتا ہے تو اسمین نیک گمان بہی ہو سکتا ہے کہ اسنے یہہ امر بحالت ضرورت اور ایسی صورت سے کیا ہے جس سے اسپر الزام خلاف شریعت یا بدعت عائد نہین ہو سکتا چنانچہ مولانا محمد اسمعیل علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا ہے - جو ص۴۵ مین منقول ہوا -

یہہ گذارش خدمت فریق ثانی مین آخر کلام ہے جس سے عام مسلمانون سے خطاب پورا ہوا -

اب خاص اس فرقہ اہل اسلام کے خدمت مین جو موحدین و متبعین سنت کہلاتے ہین

کچھہ گذارش کیا جاتا ہے

یہہ عام گفتگو جو بیعت پیری و مریدی کی نفی و اثبات مین بضمن خطاب عام اہل اسلام ہوئی اسکو بہی اس گروہ کی دونون فریق نافی و مثبت اپنے خطاب مین سمجھہ لین - اور سچ پوچھو تو اکثر باتین اس گفتگو کی ان ہی حضرات کی ہین -

علاوہ بران **فریق نافی کی خدمت مین یہہ التماس ہے** اگر ہمارے یہان اثبات سنیت بیعت سے انکی تسلی نہو - اور بیعت کے مسنون و مشروع ہونے مین انکو شبہہ باقی رہے تو اس شبہہ کا وہ موازنہ و اندازہ فرما دین - اور اسکے موافق ہمکو وقعت دین - اگر وہ شبہہ ثبوت و یقین مین نص (آیت و حدیث) بیعت سے ہموزن و مساوی ہے - تو وہ اس شبہہ کو آیت و حدیث بیعت کا ناسخ یا النسخ کی دلیل ٹھہراوین - ورنہ یہہ انصاف فرماوین کہ ایک ضعیف و کمزور شبہہ آیت یا حدیث کا ناسخ و مبطل عمل کیونکر ہو سکتا ہے -

ہمنے مانا کہ بیعت تو [illegible] ہو گیا مگر یہہ امر اس بات کے یقین کا مثبت کہان ہو سکتا ہے - کہ وہ منسوخ ہو چکی تھی شاید ان عذرون اور سببون سے جو حضرت شاہ **ولی اللہ** نے **قول جمیل** مین بیان فرمائے ہین متروک ہوئی ہو - اور اگر وہ سبب سب کے سب ضعیف و نا قابل اعتبار ہین تو بہی ممکن ہے کہ اسکے متروک ہونے کا کوئی اور سبب قوی و لائق اعتبار ہو جسکو ہم اور آپ لوگ نہین جانتے -

کیا فریق نافی اس بات کا یقین رکھتے ہین کہ صحابہ و تابعین مین اس بیعت کے متروک ہونے کا بجز اسکے منسوخ یا آنحضرت صلعم سے مخصوص ہو جانے کے کوئی اور سبب نہ تھا - اور اس یقین پر وہ مباہلہ کر سکتے یا کوئی حلف مغلظ † اُٹھا سکتے ہین - جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنیت فعل بیعت پر مباہلہ کرنے اور حلف اُٹھانے کو ہم اور وہ حاضر ہین - اگر وہ ایسا یقین نہین رکھتے جسپر وہ مباہلہ کر سکین یا حلف اُٹھا سکین تو پھر خدا کو اور رسول

† جیسے حلف بالطلاق جو محدثین صحیح بخاری کی صحت پر تجویز کرتے ہین -

اور روز قیامت کو سامنے رکھ کر کہین کہ اس یقینی و بی اطمینانی پر انکا ایک حکم قرآنی (جسکا
قرآن سے ثابت ہونا مانتے ہین) کو منسوخ کہنا حلال ہے؟ - اور نسخ شریعت شبہ سے جائز
ہے - اور کیا انکے بقیہ مذہب کے (جنمین وہ اکثر اہل مذاہب کے مخالف ہین - اور ان کے
سبب وہ عام مسلمانون سے علیحدہ ہوگئے ہین) بنا ر ایسے اصول پر قائم ہے؟ -
اور اگر وہ دل سے یقین سے اس بعیت کو منسوخ و مخصوص نہین جانتے - صرف ان آفات و بدعات
کے سبب جو اکثر خاندانون - اور بعیت خانون مین اسوقت پائی جاتی ہین - اس بعیت سے
منع کرتے ہین تو اسکے مقابلہ مین اس بات کو سوچ لین کہ ایک امر مشروع و ثابت کو بلحاظ سکے
نتائج کے مٹیامیٹ کرنا جائز ہے - کیا جو نتائج بد نماز مین نکلتے ہین جو اوپر بیان ہوئے انکی
نظر سے بھی نماز سے وہ روک سکتے ہین - اگر وہ ایسا ہی کرینگے تو انمین اور نیچریون مین کیا فرق رہیگا
جو اکثر احکام و اخبار ثابتہ و محققہ کو (صرف اس نظر سے کہ لوگ اس سے بد نتیجہ نکالینگے
[illegible] پہنچتے ہین کہ یہہ حکم شریعت
مین وارد نہین ہے یہہ تو مفسرین یا محدثین وغیرہ علماء اسلام نے از خود گھڑ لیا ہے -
اور فریق مثبت کی خدمت مین یہہ التماس ہے - کہ وہ اس سنت بیعت
کو سنت مسواک کرنے یا آنکھ مین سرمہ لگانے یا اپنے آپ توبہ و استغفار کرنے پر فوقیت
نہ دین اور اسکو مناط و مدار حصول احسان عبادت و کمال عرفان قرار نہ دین - اور اسکو ایسی
موکدہ و مستمرہ نہ ٹھہراوین - جیسے اذان - و اقامت - و جماعت مستمرہ چلی آتی ہے
اور اسمین وہ ان خصوصیات رسمیہ کو جو خاندانی پیرون مین چلی آتی ہین - جیسے باپ مرے
بیٹے کو اسکی جگہہ گدی پر بٹھانا - یا تمام خاندان مین کسی ایک کو پیر مغان
سب کی بیعت کے لئے مخصوص کرنا - باوجودیکہ علم مین تقوے مین
اس سے بڑھکر یا اسکے برابر اور بھی موجود ہون - اور لوگون کو اسکی بیعت و اطاعت کے لیے اہتمام سے
دعوت کرنا - جیسے خلیفۂ وقت یا امام کی اطاعت کی طرف دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے (باقی آیندہ)